انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوہرِ حکمت

محسنانِ اسلام

کفیلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو طالب علیہ السلام
و
اُم المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا

تالیف: مولانا مصطفیٰ علی وکیل اور مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی

التماس سورۃ الفاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Youth Forum
(A Project of GIT®)

GIYF, Plot# 292/1, Opp. Zainab Panjwani Hospital, Near Fatimiyah Comunity Centre, Karachi
Contact: 0331-2388982, 021-32253606, Email: giyf@greenislandtrust.org

گوہرِ حکمت

محسنانِ اسلام

حضرت ابوطالب علیہ السلام

اور

حضرت خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا

پیشکش: گرین آئی لینڈ یوتھ فورم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	محسنانِ اسلام حضرت ابو طالب علیہ السلام اور حضرت خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا
تألیف	:	حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل
		حجۃ الاسلام مولانا مجتبیٰ جیوانی
تصحیح	:	حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی
کمپوزنگ	:	علی رضا لیلانی
تاریخ اشاعت	:	رمضان ۱۴۳۴ ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز

فہرست

پیش لفظ ۵

حصہ الف

محسن اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام

تعارف ۶

شخصیت محسن اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام ۷

شام کے سفر میں حضرت ابوطالب علیہ السلام کی بھتیجے سے محبت ۸

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے بارش کی دُعا کرنا ۱۰

حضرت ابوطالب علیہ السلام اور آغازِ نبوت ۱۲

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گمشدگی اور حضرت ابوطالب علیہ السلام ۱۳

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آغاز تبلیغ اور حضرت ابوطالب علیہ السلام ۱۵

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابوطالب علیہ السلام کا جوش محبت ۱۷

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا قریش سے برتاؤ ۱۸

قریش کا عہد نامہ اور حضرت ابوطالب علیہ السلام (واقعہ شعب ابوطالب علیہ السلام) ۱۹

وقتِ وفات حضرت ابوطالب علیہ السلام کی قریش کو نصیحت ۲۱

وقتِ وفات حضرت ابوطالب علیہ السلام کی اپنے خاندان کو وصیت ۲۳

امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات ۲۳

وفات حضرت ابوطالب علیہ السلام ۲۴

حوالہ جات ۲۴

حصہ ب

محسنۂ اسلام حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

تعارف	۲۵
حضرت خدیجہ علیہا السلام کی شخصیت	۲۶
خاندان حضرت خدیجہ علیہا السلام	۲۷
تجارت حضرت خدیجہ علیہا السلام	۲۹
حضرت خدیجہ علیہا السلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۰
تزویج حضرت خدیجہ علیہا السلام	۳۳
شادی کے وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر مبارک	۳۴
حضرت خدیجہ علیہا السلام ایک مثالی بیوی	۳۶
حضرت خدیجہ علیہا السلام اور کار رسالت	۳۷
نزول اقراء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت اور کردار حضرت خدیجہ علیہا السلام	۳۸
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مالی ایثار	۴۰
اولاد حضرت خدیجہ علیہا السلام	۴۱
حضرت خدیجہ علیہا السلام اور بی بی فاطمہ علیہا السلام	۴۴
حضرت خدیجہ علیہا السلام کی وفات	۴۶
حضرت خدیجہ علیہا السلام کے حوالے سے چند روایات	۴۹

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کردیا ہے۔

" گوہر حکمت " کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم نے، جو تقریباً 2008ء سے مسلسل قوم کے نوجوانوں کی عملی، فکری اور اخلاقی تربیت کے لئے مصروف عمل ہے، اب اس کام کا بیڑا بھی اٹھایا ہے کہ نوجوانوں اور جوانوں میں شوق مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے میں بطور خاص اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ حتی المقدور مستند علمی مواد کو ایک مختصر مقالے کی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے اور مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

میں معزز علمائے کرام جناب حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل ، جناب حجۃ الاسلام مولانا محمد مجتبی جیوانی، جناب حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی اور ان کے ساتھیوں کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ فقط اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی کم وقت میں اس مقالے کو تحریر فرما کر اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام زمانہ علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

غلام رضا روحانی

حضرت ابو طالب علیہ السلام

تعارف

نام	:	عبد مناف ۔ عمران
نسب	:	عمران بن عبد المطلب (شیبۃ الحمد) بن ہاشم بن عبد مناف
کنیت	:	ابو طالب
والد کا نام	:	عبد المطلب
والدہ کا نام	:	فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم القرشیۃ
زوجہ کا نام	:	فاطمہ بنت اسد
ولادت	:	۵۴۰ ع
وفات	:	اعلان نبوت کے دسویں سال، ۶۱۹ ع
عمر	:	۷۹ سال تقریباً

شخصیتِ محسنِ اسلام حضرت ابو طالب علیہ السلام

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰى ﴿سورہ والضحیٰ﴾

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کو یتیم پا کر آپ کی کفالت نہیں کی۔

پروردگارِ عالم نے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور اپنے دین کی تبلیغ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لیے چند افراد کو منتخب فرمایا کہ جنھوں نے اپنی انتھک کوششوں سے اس فریضہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تاریخ انہیں محسنانِ اسلام کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ان کی طویل فہرست میں سے بعض شخصیات کا تذکرہ اس مختصر کتابچہ میں کیا جا رہا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے اپنی عمر کا بیشتر حصّہ اسلام کی صحیح تعلیم کے فروغ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں گزارا۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے قبیلے یعنی قریش کا غصّہ مول لیا، طعنے برداشت کیے اور شعب ابو طالب علیہ السلام کی سختیاں اور تکلیفیں اٹھائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عین اس وقت جب اسلام کی ولولہ انگیز تحریک جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی میں چل رہی تھی، قریش کی جانب سے شعب ابو طالب علیہ السلام کا واقعہ بیک وقت سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی دباؤ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان مشکل حالات میں بھی حضرت ابو طالب علیہ السلام نے مختلف مواقع پر نظم و نثر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کا اعلان کیا اور اپنے بیٹوں علی علیہ السلام و جعفر علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی ترغیب دی۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی کا تمام سرمایہ اسلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس لیے نچھاور کر دیا کہ وہ اسلام کی حقانیت سے آگاہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی اپنے فرزندوں اور خاندان کے لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور حمایت کرنے کی وصیت کی۔ پھر انکی وفات پر جو کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ علیہا السلام کی وفات سے تقریباً متصل تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا دکھ پہنچا کہ انہوں نے اس سال کو "عام الحزن"، یعنی غم کا سال قرار دے دیا تھا۔

ان تمام تر خدمات کے باوجود حضرت ابو طالب علیہ السلام کی ذات پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی جاتی ہے، کبھی

ان پر کافر و مشرک ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے تو کبھی قرآن کی آیتوں کی جھوٹی تفسیر کے ذریعے انہیں اسلام سے دور ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ایسے افراد نے یہ تہمتیں لگانے کا کام صرف امیر المؤمنین علیہ السلام کی دشمنی میں انجام دیا تا کہ جب باپ پر تہمت لگائی جائے تو اس کی اذیت بیٹے تک پہنچے اور ان کا ہدف اصلی حاصل ہو سکے۔

مکہ کے سردار حضرت ابو طالب علیہ السلام پر خدا کا سلام ہو کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد، حفاظت، دفاع اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دینے کے کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے اپنی زندگی کے آخری دم تک جو اعلیٰ کردار ادا کیا اور جو قابل قدر خدمتیں انجام دیں، ان سے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے صحیح اسلام، خالص ایمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الٰہی رسالت کے سامنے ان کی فروتنی اور تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے اس ایمان باللہ اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل اور حقیقی سچائی انشاء اللہ قیامت کے دن واضح ہو کر رہے گی۔ بہر حال ہم یہاں ادائے فرض کے طور پر ان کی کاوشوں اور کوششوں کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

شام کے سفر میں حضرت ابو طالب علیہ السلام کی بھتیجے سے محبت

ابن اسحاق کہتا ہے: حضرت ابو طالب علیہ السلام ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام جانے لگے۔ قافلے والوں نے ضروری سامان لے کر کوچ کا ارادہ کیا۔ تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیزی سے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس پہنچے، ان کے اونٹ کی مہار پکڑی اور فرمایا: ''چچا جان! آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟ جبکہ نہ میرا باپ ہے کہ اس کا سہارا لوں اور نہ ماں ہے، جس سے محبت کروں۔''

یہ بات سن کر حضرت ابو طالب علیہ السلام پر رقت طاری ہو گئی اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا، کیونکہ یہ مجھ سے اور میں اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ یوں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ساتھ سفر پر روانہ ہو گئے۔

رفتہ رفتہ وہ قافلہ شہر بصریٰ جا پہنچا جو حکومتِ شام کے ماتحت تھا۔ جہاں سر راہ ایک خانقاہ پڑتی تھی

جس میں بحیرا نامی ایک راہب رہتا تھا۔ وہ اس علاقے میں عیسائیوں کا سب سے بڑا عالم تھا اور وہ خانقاہ ہمیشہ سے راہبوں کا مسکن چلی آتی تھی، جو اپنے پیشروؤں سے درثے میں ملی ہوئی ایک کتاب کے علوم لوگوں کو منتقل کرتے تھے۔

اگر چہ اس سے پہلے بھی بہت سے قافلے بحیرا کے پاس سے گزرتے تھے، لیکن اس نے نہ تو کبھی ان پر توجہ دی اور نہ ان سے کوئی بات کی۔ حتّٰی کہ وہ سال آ گیا جس میں مکہ والوں کا قافلہ وہاں پہنچا۔ قافلے والوں نے بُحیرا کی خانقاہ کے پاس پڑاؤ ڈالا تو اس نے خلاف معمول ان کے لیے کثیر مقدار میں کھانا تیار کرایا۔ کیونکہ اس نے خانقاہ کے اندر سے آسمان پر ایک ابر دیکھا تھا جو قافلے کے ایک فرد پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے تو اس ابر نے درخت پر اپنا سایہ ڈال دیا اور درخت کی شاخیں جھک پڑیں کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کے سامنے سر اونچا نہیں کیا جا سکتا۔

بحیرا نے یہ سب کچھ دیکھا تو خانقاہ سے باہر نکل آیا اور پھر اپنے لوگوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو اس نے قافلے والوں کو کہلا بھیجا: اے گروہ قریش! میں نے تمہارے لیے کھانا تیار کرایا ہے اور چاہتا ہوں کہ تم سب بچے و بزرگ اور غلام و آزاد میرے دسترخوان پر جمع ہو جاؤ۔

قافلے والوں میں سے ایک شخص نے جا کر کہا: اے بحیرا! آج کوئی خاص بات ہے، کیونکہ اس سے پہلے تم نے ایسا کبھی نہیں کیا حالانکہ ہم اکثر تمہارے پاس سے گزرے ہیں، پھر آج یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟

بحیرا نے کہا: ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے اور تم وہ مہمان ہو جن کی میں خاطر مدارات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تمہارے لیے کھانا تیار کرایا ہے تاکہ تم سب آ کر کھاؤ۔

چنانچہ وہ قافلے والے بحیرا کے پاس جمع ہو گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی کم سنی کی وجہ سے درخت کے نیچے رکھے ہوئے سامان کے پاس چھوڑ آئے۔ بحیرا نے ان سے پر نگاہ ڈالی اور ان میں سے کسی میں وہ خاص بات نہ پائی جو اس نے خود دیکھی تھی۔ اس نے کہا: اے قریش! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص ضیافت میں شریک ہونے سے رہ جائے۔

انہوں نے کہا: جنہیں آنا چاہیے تھا، ان میں سے کوئی پیچھے نہیں رہا سوائے ایک لڑکے کے جو ہم سب سے کمسن ہے اور وہ سامان کے پاس بیٹھا ہے۔

بحیرا نے کہا: نہیں! ایسا نہ کرو اور اسے بھی بلا لو تا کہ وہ بھی آ کر اس دسترخوان پر بیٹھے۔

قریش میں سے ایک نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! آج کوئی خاص بات ہے! اب کیا یہ مناسب ہے کہ ہم عبداللہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس کھانے سے محروم رکھیں؟ پھر وہ اٹھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور انھیں گود میں اٹھا لایا اور آپ کو دوسرے لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔ جب بحیرا کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو وہ حیرت میں آ گیا اور ان میں وہ خصوصیات تلاش کرنے لگا جنہیں وہ عرصے سے جانتا تھا۔ اس دوران میں قافلے والے کھانا کھا کر اپنے پڑاؤ کو چل دیے۔

تب بحیرا اٹھا اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے لڑکے! میں تمہیں لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ میں جو کچھ پوچھوں، تم اس کا جواب دو گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات ہرگز نہ پوچھو۔

بحیرا نے کہا: اچھا تو میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پوچھو کیا پوچھتے ہو۔

بحیرا نے آپ سے سونے، سونے کی حالت اور اس میں پیش آنے والی باتوں کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ہر بات کا جواب دیا۔ آپ کے تمام جوابات ان نشانیوں کے مطابق تھے جو بحیرا کے ذہن میں محفوظ تھیں۔ پھر اس نے آپ کی پشت پر نگاہ ڈالی اور دونوں کندھوں کے درمیان (جیسا کہ اس کا خیال تھا) مُہرِ نبوّت دیکھی۔

اس واقعہ سے متعلق حضرت ابوطالب علیہ السلام جو اشعار کہے، اس کی ابتداء یہ تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ آمنہ کا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے نزدیک میرے بیٹوں سے بلند مرتبہ رکھتا ہے۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے بارش کی دُعا کرنا

ایک مرتبہ جبکہ اہل مکہ قحط اور خشک سالی میں مبتلا تھے۔

قریش نے کہا: اے ابوطالب علیہ السلام! وادیاں خشک ہوگئی ہیں اور شہر کے لوگ قحط سے دوچار ہیں، چلو چل کر بارش کے لیے دعا کرو۔

اس پر حضرت ابوطالب علیہ السلام باہر آئے جبکہ ایک لڑکا ان کے ساتھ تھا۔ وہ لڑکا (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے لگتا تھا جیسے سیاہ بادلوں کے پیچھے سے سورج چمک رہا ہو۔ اس لڑکے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے بچے تھے۔ حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اس لڑکے کو اٹھایا اور اس کی پشت دیوار کعبہ کے ساتھ لگا دی۔ پھر اس حالت میں کہ وہ اس لڑکے کو اپنی ہتھیلیوں پر اٹھائے ہوئے تھے، انہوں نے بارش کے لیے دعا کی۔ حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا لیکن فوراً ہی ہر طرف سے گھٹائیں گھر کے آئیں اور یوں کھل کر برسیں کہ شہروں اور دیہاتوں کو وافر مقدار میں پانی دستیاب ہوگیا اور وادیاں سرسبز ہوگئیں۔ اس موقع پر حضرت ابوطالب علیہ السلام نے یہ اشعار کہے:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ معصوم ہے جس کا چہرہ دیکھ کر ابر پانی سے بھر جاتا ہے
وہ جو یتیموں کی جائے پناہ اور بیوہ عورتوں کا نگہبان ہے
خاندان ہاشم کے رنج دیدہ افراد اس کی پناہ میں آجاتے ہیں
اور اس کی پناہ میں نعمات اور آسودگی کی زندگی بسر کرتے ہیں
وہ عدل کی ایسی میزان ہے کہ کسی پر جو کے ایک دانے کے برابر بھی زیادتی نہیں کرتا۔
وہ ایسا کھرا معاملہ فہم ہے کہ اس کی معاملہ فہمی میں کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

جو اُمور اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت اور مرتبۂ رسالت کو پہچانتے تھے، ان میں ایک وہ عظیم خشک سالی بھی ہے جو مکہ میں رونما ہوئی تھی۔ چنانچہ جب دو سال تک بارش نہ ہوئی تو حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت ابوطالب علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ کے بیٹے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے میں لپیٹ لائیں، جو اس وقت شیر خوار تھے پھر عبدالمطلب علیہ السلام خانہ کعبہ کی طرف گئے، ننھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا:

اے پروردگار! اس بچے کی خاطر (مینہ برسا) انہوں نے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے اور مسلسل کہتے رہے: اے پروردگار! اس بچے کی خاطر ہم پر موسلا دھار مینہ برسا دے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ بادل

آسمان پر چھا گئے اور اتنے زور کی بارش ہوئی کہ لوگوں کے دلوں میں مسجد الحرام کے گر جانے کا خوف پیدا ہو گیا۔

اس وقت حضرت ابوطالب علیہ السلام نے یہ قصیدۂ لامیہ کہا:

(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ معصوم ہے جس کا چہرہ دیکھ کر ابر پانی سے بھر جاتا ہے وہ جو یتیموں کی جائے پناہ اور بیوہ عورتوں کا نگہبان ہے۔

پس حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کا حضور اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیر خوارگی اور ان کے فرزند حضرت ابوطالب علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لڑکپن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے بارش کی دعا کرنا، ان دونوں بزرگوں کے توحیدِ الٰہی پر ایمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آغاز ہی سے آپ کی رسالت کے عرفان کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ اگر تاریخ میں ان دو واقعات کے علاوہ ان کا کوئی اور مقام نہ بھی ہوتا تو بھی یہ واقعات توحید و نبوت پر ان کا اعتقاد اور ایمان ثابت کرنے کے لیے کافی تھے اور یہ واقعات محققین کے لیے بھی ان دونوں کے توحید و نبوت پر ایمان کے بارے میں ایک قوی دلیل بن سکتے ہیں۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام اور آغازِ نبوّت

حنبلی فقیہ، ابراہیم بن علی بن محمد دینوری اپنی کتاب نہایۃ الطلب میں ایک طولانی حدیث میں طاؤس بن عباس کا قول نقل کرتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا عباس علیہ السلام سے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے مجھے نبوّت و رسالت کی خبر دی ہے اور اپنی تبلیغ و دعوت کو ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کہیے آپ کا کیا خیال ہے؟

عباس علیہ السلام نے کہا: میرے پیارے بھتیجے! تم جانتے ہو کہ قریش تمہارے خاندان سے بے حد حسد کرتے ہیں۔ جو کچھ تم کہتے ہو، اگر وہی ہوا تو ہم پر بہت بڑی مصیبت آ جائے گی۔ وہ لوگ ہم سب کو ایک کمان سے نشانہ بنائیں گے اور ہمیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ تم اس کام سے باز رہو اور ہمیں یونہی رہنے دو۔ پھر بھی اپنے چچا حضرت ابوطالب علیہ السلام سے رجوع کرو کیونکہ وہ تمہارے سب سے بڑے چچا ہیں۔ اگر وہ تمہاری مدد

نہیں کریں گے تو کم از کم وہ تمہیں رسوا بھی نہیں ہونے دیں گے اور تمہیں ان لوگوں کے سپرد نہیں کریں گے۔

پھر وہ دونوں حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس گئے۔ وہ دیکھتے ہی بولے: یقیناً کوئی خاص بات ہے، اس وقت تمہیں کون سا مسئلہ یہاں کھینچ لایا ہے؟

عباس علیہ السلام نے وہ باتیں جناب حضرت ابو طالب علیہ السلام کو بتائیں جو ان کے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہوئی تھیں۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نگاہ ڈالی اور کہا: اے بھتیجے! اُٹھو اور اپنے کام کا آغاز کرو کیونکہ تم واقعی شریف ہو اور ایک طاقتور اور عالی نسب گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔ خدا کی قسم! کوئی زبان تمہیں تکلیف نہیں پہنچائے گی مگر یہ کہ تیز تلواریں اس پر برسیں گی۔ خدا کی قسم! عرب قوم تمہاری اسی طرح فرمانبردار ہو جائے گی جس طرح دودھ پینے والے جانور اپنے مربی کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ میرے بزرگوار حضرت عبدالمطلب علیہ السلام ہمیشہ کتاب پڑھتے اور کہتے تھے: بلاشبہ میری نسل سے ایک پیغمبر ہوگا۔ میری خواہش تھی کہ میں اس کے زمانے میں زندہ ہوتا اور اس پر ایمان لاتا۔ پس میرے فرزندوں میں سے جو کوئی اس کا زمانہ دیکھے وہ اس پر ایمان لائے۔

کتاب الغدیر میں علامہ امینی فرماتے ہیں:

آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام پورے اطمینان کے ساتھ اپنے والد کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، وہ آغازِ تبلیغ سے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں، انہیں اپنی دعوت پھیلانے اور خدا کا ذکر بلند کرنے کو کہتے ہیں۔ وہ اِس حقیقت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی پیغمبر ہیں جن کے بارے میں پیشن گوئی کی گئی ہے کہ عرب ان کے سامنے فروتنی کے ساتھ سرِ تسلیم خم کر دیں گے۔

کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام یہ سب کچھ بیان کریں لیکن خود اس پر ایمان نہ رکھتے ہوں؟ پھر بھی اگر کوئی ایسی بات کہتا ہے تو وہ سوائے جھوٹ اور جعلسازی کے اور کچھ نہیں ہے۔

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گمشدگی اور حضرت ابو طالب علیہ السلام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ و دعوت کے بارے میں حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس قبیلہ قریش کا ایک

اجتماع ہوا۔ وہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام سے اپنی نفرت اور بیزاری ظاہر کرنے لگے۔ پھر غصے کے عالم میں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: یہاں سے اٹھ چلو اور اپنے خداؤں کی عبادت پر قائم رہو۔ اس تبلیغ میں ضرور اس کی اپنی غرض ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے کہا: ہم ہرگز اس دین کی جانب نہیں آئیں گے اور اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبری کے عالم میں قتل کر دیا جائے۔

اتفاق سے اسی رات جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آئے تو یہی سمجھا گیا کہ آپ گم ہو گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو طالب علیہ السلام اور ان کے رشتہ دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے سکونت پر آئے اور دیکھا کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ اس پر حضرت ابو طالب علیہ السلام نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے کچھ جوانوں کو جمع کیا اور انہیں کہا: تم سب ایک ایک تیز تلوار اپنے ساتھ لے لو اور جب میں مسجد الحرام میں داخل ہوں تو میرے پیچھے پیچھے تم بھی وہاں آ جانا۔ پھر تم میں سے ہر ایک غور سے دیکھے اور قریش کے رؤسا میں سے کسی ایک کے ساتھ بیٹھ جائے۔ انہیں رؤسا میں سے ایک ابو جہل بھی ہے۔ پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہو تو وہ ابو جہل بچ کر نہ جائے۔

جوانوں نے کہا: ہم ایسا ہی کریں گے۔

دریں اثنا زید بن حارثہ وہاں آئے اور انہوں نے حضرت ابو طالب علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے ان سے پوچھا: اے زید! تم نے میرے بھتیجے کو کہیں دیکھا ہے؟

زید نے جواب دیا: جی ہاں، ابھی تھوڑی دیر پہلے میں ان کے پاس تھا۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں گھر نہیں جاؤں گا۔

اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا کے ایک مقام پر اپنے ساتھیوں سے گفتگو میں مشغول تھے۔ زید جلدی سے وہاں گئے اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ماجرا سن کر حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس آ گئے۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: میرے بھتیجے! خیریت سے تو ہو! تم کہاں تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی! خیریت سے ہوں۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: اب اپنے گھر چلو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ رات گزر گئی اور صبح ہوتے ہی حضرت ابو طالب علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھاما اور انہیں قریش کے ایک مجمع میں لے گئے،

جبکہ ہاشمی جوان بھی ان کے ہمراہ تھے۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام نے کہا: اے قریش! کیا تمہیں علم ہے کہ رات ہم نے کیا فیصلہ کیا تھا؟

انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت ابوطالب علیہ السلام نے انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا اور ہاشمی جوانوں سے کہا: جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے، سب کو دکھا دو۔ جوانوں نے ایسا ہی کیا اور اچانک ہی قریش نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس تیز تلوار ہے۔

اس وقت حضرت ابوطالب علیہ السلام نے کہا: خدا کی قسم! اگر تم نے اس کو قتل کر دیا ہوتا تو تم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا اور ہم ایک دوسرے کو نابود کر دیتے۔ یہ سن کر قریش اور بالخصوص ابوجہل شرمندہ ہو گیا۔

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آغاز تبلیغ اور حضرت ابوطالب علیہ السلام

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔ (سورۂ شعراٗ۔ آیت ۲۱۴)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکل کر کوہِ صفا پر پہنچے اور بہ آواز بلند پکارے: ''یا صباحاہ،،

جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ پر سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے آ رہا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! ہم نے آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی جھوٹی بات نہیں سنی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میں تمہیں ایک دردناک عذاب سے خبردار کر رہا ہوں۔

ان لوگوں میں سے ابولہب نے کہا: وائے ہو تم پر! کیا تم نے ہمیں صرف اتنی سی بات کے لیے یہاں جمع کیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اپنے گھر پر بلایا۔ اس اجتماع میں ابولہب نے بولنا شروع کیا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تمہارے چچا اور چچا زاد بھائی ہیں، ان سے بات چیت کرو۔ ہاں، مگر آباء و اجداد کا دین ترک کرنے اور نیا دین اختیار کرنے کی بات رہنے دو۔ پھر بھی یہ جان لو کہ

تمہارا قبیلہ پورے عرب کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس تمہارے یہ رشتہ دار ہی تمہیں گرفتار اور قید کرنے کا سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ لیکن جو بات تمہارے سر میں سمائی ہوئی ہے، اگر تم اس کی خاطر اٹھنا اور کوئی اقدام کرنا چاہتے ہو تو ان کے لیے تمہیں قید کر دینا قبائل قریش کا مقابلہ کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو اپنے اعزاء و اقرباء کے لیے اس سے بدتر تحفہ لایا کہ جو تم لائے ہو۔

ابولہب کی ان باتوں کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہ کہا اور خاموش ہی رہے۔ تاہم اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو دوبارہ اپنے ہاں بلایا اور فرمایا: تعریف کے لائق بس خدا ہی ہے اور اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں۔ میں اس سے مدد چاہتا ہوں اور اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں اسی پر بھروسا کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی خدا نہیں۔

پھر فرمایا: کوئی سالار اور رہنما اپنی قوم سے غلط بات نہیں کہتا۔ اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں خدا کا رسول ہوں۔ بالخصوص تمہارے لیے اور بالعموم تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ خدا کی قسم! جس طرح تم سو جاتے ہو، ایک دن اسی طرح مر جاؤ گے، ہاں موت کے بعد اس طرح اٹھائے جاؤ گے، جس طرح نیند سے جاگ اٹھتے ہو۔ یہاں تم جو بھی عمل کرتے ہو، اس کا تم سے حساب کتاب لیا جائے گا، اس کے بدے میں جنت بھی ہمیشہ کے لیے ہوگی اور جہنم بھی ہمیشہ کے لیے ہوگا۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام نے کہا: تمہاری مدد کرنا ہمیں بے حد عزیز ہے، ہم تمہاری خیر خواہی کے لیے تیار ہو گئے ہیں اور تمہاری باتوں کی مکمل طور پر تصدیق کرتے ہیں۔ یہ لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں، تم دیکھ رہے ہو کہ یہ سبھی تمہارے رشتہ دار ہیں اور میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔ لیکن مجھ میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ جو بات تمہیں پسند ہو میں اس کے لیے بہت جلدی کرنے والا ہوں۔ اس لیے اٹھو اور خدا کی طرف سے جو کام تمہیں سونپا گیا ہے، اسے انجام دو۔ خدا کی قسم! میں ہمیشہ تمہارا محافظ اور نگہبان رہوں گا۔

دعوت ذوالعشیرہ کی جو روایت امام علی علیہ السلام سے آئی ہے، اس کے سلسلۂ بیان میں آپ فرماتے ہیں:

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو اس کام میں میری مدد کا وعدہ کرے، تا کہ وہ میرا بھائی بنے اور بہشت کا حقدار ہو جائے۔

میں نے کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں یہ کام کروں گا"۔ حالانکہ اس وقت میں سب سے کمسن اور لاغر

بدن کا تھا۔ قریش پہلے تو خاموش ہو گئے، پھر کہنے لگے: "اے حضرت ابو طالب علیہ السلام! کیا تم اپنے بیٹے کو دیکھ رہے ہو؟"

میرے والد نے کہا: اسے نہ چھیڑو کیونکہ وہ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ بھلائی اور نیکی میں ہرگز کوتاہی نہیں کرے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابو طالب علیہ السلام کا جوش محبت

ابو جعفر محمد بن حبیبؒ اپنی کتاب امالی میں لکھتے ہیں:

حضرت ابو طالب علیہ السلام جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے، ان کی آنکھوں سے اشک محبت جاری ہو جاتے اور وہ کہتے: میں جب اس (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھتا ہوں میرے دل میں اپنے بھائی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ علیہ السلام حضرت ابو طالب علیہ السلام کے سگے بھائی تھے اور حضرت ابو طالب علیہ السلام و حضرت عبد المطلب علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد محبت و ہمدردی تھی۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام کو اس بات کا بہت ڈر رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو دشمنوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوابگاہ کا پتا چل جائے اور وہ آپ پر شب خون ماریں۔ اس لیے وہ رات کے وقت اپنے بیٹے حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر سلا دیتے تھے۔ ایک رات حضرت علی علیہ السلام نے کہا: بابا جان! ایسے میں ممکن ہے کہ میں قتل ہو جاؤں۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے جواب میں کہا: میرے بیٹے صبر کرو کیونکہ صبر بہتر ہے اور ہر زندہ مخلوق کو موت کی جانب لوٹنا ہے۔ بلاشبہ میں نے تمہیں اس راستے پر ڈال دیا ہے جس میں سخت مصیبتیں اور آزمائشیں ہیں۔ یہ آزمائشیں میرے بھائی (عبد اللہ) اور اس کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خاطر جھیلنا ہیں۔ ہر زندہ شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے خواہ وہ بڑی عمر پا کرنا کارہ ہو گیا ہو۔

علی علیہ السلام نے جواب دیا: کیا آپ مجھے احمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے میں صبر اور ثابت قدمی حکم دے رہے ہیں؟ جب کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا وہ خوف کی وجہ سے نہ تھا لیکن میں چاہتا

تھا کہ آپ میری اس مددگاری پر غور کریں اور جان جائیں کہ میں ہمیشہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوں، جلد ہی ایسا ہوگا کہ میں لڑکپن اور جوانی میں قابل تعریف اور پیغمبرِ ہدایت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد میں جان لڑا دوں گا۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام کا قریش سے برتاؤ

جب قریش نے حضرت ابو طالب علیہ السلام سے شکایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خداؤں کو بُرا بھلا کہتے ہیں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میرے بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ باتیں کی ہیں۔ مناسب ہوگا کہ تم مجھ پر اور اپنے آپ پر رحم کرو اور کسی ایسے کام میں نہ پڑو جس کا سنبھالنا میری طاقت سے باہر ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیال ہوا کہ ان کے چچا نے ان کے بارے میں شاید اپنی رائے بدل دی ہے۔ یعنی وہ انہیں قریش کے سپرد کرنا چاہتے ہیں اور اب وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان کی مدد کریں اور ان کا ساتھ دے سکیں۔ یہ سوچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تاکہ میں اپنا مشن ترک کر دوں تو بھی میں ایسا نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ خدا اس دین کی پشت پناہی کرے یا میں اس راستے میں نابود ہو جاؤں،،۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہو گئے اور رو پڑے۔ اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر جانے لگے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے انہیں آواز دی اور کہا: ''اے میرے بھتیجے! واپس آؤ۔،،

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پلٹ کر آئے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: ''میرے بھتیجے! جاؤ اور جو تمہارا جی چاہے کہو، خدا کی قسم! میں تمہیں ہرگز ان لوگوں کے سپرد نہیں کروں گا!،،

قریش کا عہد نامہ اور حضرت ابو طالب علیہ السلام (واقعہ شعب ابو طالب علیہ السلام)

قبائل قریش جمع ہوئے اور انہوں نے طے کیا کہ باہم ایک عہد نامہ لکھیں کہ جس کی رو سے وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف متحد ہو جائیں۔ نیز یہ عہد کریں کہ ان کے ساتھ شادی بیاہ اور کوئی لین دین نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ ان کی طرف سے صلح کی کوئی تجویز قبول نہیں کریں گے اور ان پر ترس نہیں کھائیں گے۔ وہ اس عہد پر قائم رہیں گے تاوقتیکہ بنی ہاشم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدگی اختیار نہ کریں اور انہیں قتل کرنے کے لیے ان کے سپرد نہ کر دیں۔

یہ سب باتیں ایک عہد نامے کی شکل میں لکھی گئیں جو منصور بن عکرمہ نے تحریر کیا اور اس کی ایک تحریر کعبہ میں لٹکا دی گئی۔

قریش کا یہ اجتماع خیف بن کنانہ میں ہوا جو ایک ریتیلا میدان تھا۔ اس واقعہ کے بعد ابولہب کے علاوہ جو قریش کے ساتھ ہو گیا، تمام بنی ہاشم اور بنی مطلب، حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ہاں جمع ہوئے اور ان کے ساتھ ایک وادی میں چلے گئے۔ جہاں وہ دو سال تک اور ایک روایت کی بنا پر تین سال تک رہے۔ اس وادی میں انہوں نے پوری ثابت قدمی دکھائی۔ یہاں تک کہ خشک گھاس اور درختوں کے پتے چبا کر گزارہ کرتے رہے۔

ابن کثیر لکھتا ہے: اس وادی میں قیام کے دوران حضرت ابو طالب علیہ السلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ ہر رات ان کے سرہانے کھڑے ہو جاتے تاکہ دشمنوں کے برے ارادے اور ان کے کسی ممکنہ حملے کو روک سکیں۔

پھر جب سبھی لوگ سو جاتے تو وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں میں سے کسی ایک کو حکم دیتے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر میں سوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے کہ وہ اس شخص کے بستر میں سو جائیں۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ عہد نامے کے وہ تمام الفاظ کہ جن میں ظالمانہ شرائط لکھی گئی تھیں انہیں دیمک نے چاٹ لیا ہے اور فقط اللہ کا نام باقی رہ گیا

ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی اطلاع حضرت ابو طالب علیہ السلام کو دی تو انہوں نے پوچھا: میرے بھتیجے! کیا تمہیں اس معاملے سے تمہارے پروردگار نے آگاہ کیا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: "جی ہاں!"

تب حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: ٹوٹتے ستاروں کی قسم! تم نے مجھ سے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔

اس کے بعد حضرت ابو طالب علیہ السلام، بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک گروہ کو لے کر اس وادی سے روانہ ہو گئے، حتیٰ کہ مسجد الحرام میں جا پہنچے۔ قریش کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور وہ سمجھے کہ یہ لوگ شدید تکالیف کے مارے وادی سے باہر آ گئے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ مگر حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: اے قریش! ہمارے تمہارے درمیان کچھ ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کی تمہارے عہد نامے میں خاطر خواہ نشاندہی نہیں کی گئی۔ اس لیے تم اپنا عہد نامہ لے آؤ، ہوسکتا ہے کہ ہماری تمہاری صلح ہو جائے۔

یہ بات انھوں نے اس ڈر سے کہی کہ کہیں وہ لوگ عہد نامہ لانے سے پہلے ہی اسے دیکھ نہ لیں اور اس کی حقیقت ان پر واضح نہ ہو جائے۔ ادھر قریش کو اب اس بارے میں کوئی شک نہ تھا کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام اپنے بھتیجے کو ان کے حوالے کر دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے عہد نامہ اپنے پاس رکھا اور اسے کھولنے سے پہلے حضرت ابو طالب علیہ السلام سے کہا: کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم نے اپنے اور ہمارے درمیان جو بگاڑ ڈال رکھا ہے اس سے باز آ جاؤ؟

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے جواب دیا: میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں جو ہمارے تمہارے درمیان انصاف کر دے گی۔ میرے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے ایک خبر دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا، وہ خبر یہ ہے: خدائے تعالیٰ نے تمہارے عہد نامے پر ایک کیڑے کو مسلّط کیا، جس نے اللہ کے نام کے علاوہ اس کا کوئی لفظ باقی نہیں چھوڑا۔ اگر صورتِ حال ایسی ہی ہو، جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ کیا ہے تو تمہیں چاہیے کہ اپنے کام سے ہاتھ کھینچ لو۔ کیونکہ ان حالات میں ہم اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے، مگر یہ کہ ہمارا آخری فرد تک مارا جائے۔ تاہم اگر معاملہ اس سے مختلف ہوا اور جو کچھ میرے بھتیجے نے کہا ہے وہ غلط ہو تو ہم اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔ پھر تمہیں اختیار ہوگا کہ اسے قتل کر دو یا زندہ

رہنے دو۔

قریش نے کہا: ہمیں منظور ہے۔ اور جب وہ عہد نامہ کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ درست ہے۔ اس کے باوجود بھی وہ ضد کی بنا پر کہنے لگے: یہ کام تمہارے بھیجتے کے جادو کا نتیجہ ہے۔ بلکہ یہ بات ان کے غصے اور دشمنی میں اضافے کا موجب بن گئی۔ جب قریش نے دیکھ لیا کہ اصلیت وہی ہے جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہاں تو اب ہم کس بنا پر محاصرے اور قید میں رہیں، جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ خود تم لوگ ہی اس لائق ہو کہ تم سے قطع تعلق کیا جائے اور تم پر سختی کی جائے۔

پھر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت خانہ کعبہ کے پردوں کے درمیان پہنچے اور کہا: اے پروردگار! ہمیں اس شخص پر فتح نصیب کر جس نے ہم پر ظلم روا رکھا، ہم سے رشتہ داری کے تعلقات توڑ دیے اور جو باتیں ناشائستہ تھیں وہ اس نے ہمارے لیے مناسب سمجھیں۔

اس واقعہ کے بعد قریش کا ایک گروہ اس عہد نامے کی مخالفت اور اس کی شرائط کو توڑ دینے پر تل گیا۔

وقتِ وفات حضرت ابو طالب علیہ السلام کی قریش کو نصیحت

کلبی کہتا ہے: جب حضرت ابو طالب علیہ السلام کا وقتِ دفات قریب آ پہنچا تو قریش کے سربرآوردہ اشخاص ان کے گرد جمع ہو گئے، تب انہوں نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اے قریش! تم خدا کی مخلوق میں سے برگزیدہ گروہ اور سرزمین عرب کے کار پرداز ہو۔ تمہارے درمیان ایک قابل اطاعت پیشوا، بہادر سردار اور عفو و درگزر کرنے والا ہادی موجود ہے۔ تم جانتے ہو کہ عربوں میں کوئی ایسا افتخار اور بڑائی کا نشان نہیں ہے جو تم نے حاصل نہ کیا ہو۔ نیز کوئی ایسا شرف اور بزرگواری نہیں کہ جو تم نے نہ پائی ہو۔ اسی بنا پر تم دوسرے عربوں سے برتر ہو اور اسی لیے وہ لوگ اپنے معاملات میں تم سے رجوع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ بھی کرتے ہیں اور تمہارے مقابلے پر آپس میں اتحاد کرتے ہیں۔ پس سن لو کہ میں تمہیں اس عمارت (کعبہ) کے احترام کی وصیت کرتا

ہوں، کیونکہ اس میں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی، اقتصادی اور معاشی استحکام اور مصیبت کے وقت تمہاری ثابت قدمی کا راز پوشیدہ ہے۔ اپنے رشتہ داروں سے وابستہ رہو اور ان سے اپنا تعلق نہ توڑو کیونکہ صلہ رحم طول عمر کا موجب بنتا ہے اور اس سے افراد قبیلہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اپنے بڑے لوگوں کے بارے میں ناشکر گزاری اور ان پر زیادتی کرنا چھوڑ دو، کیونکہ یہی دونوں چیزیں اگلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب بنی تھیں۔ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو اور سائل جو چیز مانگے اسے دے دو، کیونکہ زندگی میں اور موت کے بعد کی بڑائی بھی اسی میں ہے۔ ہمیشہ سچ بولو اور امانت میں خیانت نہ کرو، کیونکہ یہ طریقہ اعزاء واقرباء میں محبت پیدا کرتا ہے اور عوام الناس میں بزرگواری حاصل ہونے کا موجب ہے۔ میں تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بھلائی کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، کیونکہ وہ قریش میں سب سے بڑھ کر امانتدار (امین) اور سارے عرب میں سب سے بڑے راستگو (صادق) ہیں، نیز ان میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں کہ جن کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے۔ وہ ہمارے لیے ایسی دعوت اور ایسا پیغام لائے ہیں کہ جسے دل اور روح قبول کرتے ہیں، لیکن زبان بدگو لوگوں کے خوف سے انکار کرتی ہے۔ خدا کی قسم! یوں لگتا ہے جیسے میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے محنت کشوں، صحرانشینوں اور بیکس لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، ان کے قول کی تصدیق کی، ان کی نبوت کا احترام کیا اور انہیں موت کی سختیاں سہنی پڑی ہیں۔ نیز ان کے اس طرز عمل سے قریش کے بزرگ اور رئیس ان کے مقابلے میں کمتر اور پست ہوگئے ہیں، ان کے گھر ویران ہوگئے ہیں اور ان میں سے کمزور لوگ سرداری کے رتبے کو پہنچ گئے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوگا جب ان میں جو سب سے بڑا ہوگا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا اور جو ان میں سب سے کمزور ہوگا وہ ان سے کچھ زیادہ فائدے اٹھائے گا۔ کیونکہ وہ اپنی عرب دوستی اور محبت کو براہ راست محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے خاص کردے گا، اپنے دل کو ان کے لیے پاک صاف کرے گا اور ان کو اپنا ہادی قرار دے گا۔ اے قریش۔۔ خبردار! ہاں اپنے بھائی عبداللہ کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے خبردار رہو، اس سے محبت رکھو اور اس کی جماعت کے حامی رہو۔

خدا کی قسم! جو شخص اس کی راہ پر چلتا ہے وہ ہدایت پاتا ہے اور جسے اس سے ہدایت مل جائے وہ سعادت مند بن جاتا ہے۔ ہاں تو اگر میری زندگی کچھ بڑھ جاتی اور میری موت میں تاخیر ہوجاتی تو میں آنے والی سختیوں اور مصیبتوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حامی اور مددگار رہوتا۔

وقتِ وفات حضرت ابو طالب علیہ السلام کی اپنے خاندان کو وصیت

ابن سعد اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں لکھتا ہے:

جب حضرت ابو طالب علیہ السلام کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انہوں نے بنی عبد المطلب کو بلا کر ان سے یوں خطاب کیا: ''جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنو گے اور ان کے احکام کی پیروی کرو گے نیکی اور بھلائی کو ہاتھ سے نہیں دو گے، پس ان کی حمایت اور پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔''

ایک اور روایت میں یوں بیان ہوا ہے:

اے بنی ہاشم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور ان کی اطاعت کرو تا کہ ہدایت اور نجات پاؤ۔

امام محمد باقر علیہ السلام کے ارشادات

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں: حضرت ابو طالب علیہ السلام کا ٹھکانا آگ کا ایک گڑھا (جہنم) ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر حضرت ابو طالب علیہ السلام کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں اور آج کے لوگوں کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھا جاتا تو بھی حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان کا پلڑا بھاری رہتا۔

پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے امیر المومنین علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ حضرت عبد اللہ علیہ السلام، ان کے فرزند اور حضرت ابو طالب علیہ السلام کے لیے حج بجالایا جائے۔ پھر آپ اپنی وصیت میں بھی ان کے لیے فریضہ حج انجام دینے کی تاکید فرما گئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات

امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اصحابِ کہف نے اپنے ایمان

کو پوشیدہ رکھا اور کُفر کا اظہار کیا۔ پس خدائے تعالیٰ نے انہیں اس کا دگنا بدلہ عطا فرمایا۔ اسی طرح حضرت ابوطالب علیہ السلام نے بھی ایمان کو پوشیدہ رکھا اور شرک ظاہر کیا، چنانچہ خدا نے انہیں بھی اس کا دگنا بدلہ عنایت فرمایا ہے۔ (ابن ابی الحدید۔ شرح نہج البلاغہ)

بسند موثق امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری وصی تھے۔ حدیث معتبر میں ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام وصیّوں اور کتابوں کے امانتدار تھے اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب تمام امانتیں سپرد کر دیں تو اسی روز ان کا انتقال ہوا اور رحمت الٰہی سے متصل ہوئے۔

وفات حضرت ابوطالب علیہ السلام

اعلانِ نبوت کے دسویں سال شعب ابوطالب علیہ السلام کی سختیوں سے نبرد آزما ہونے کے بعد حضرت ابوطالب علیہ السلام سے زیادہ عرصہ زندگی نے وفا نہ کی، اور کچھ ہی دنوں بعد یہ محافظ رسول، محسن اسلام اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے اور جنت المعلیٰ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حوالہ جات

۱۔ قرآن
۲۔ ابوطالب مظلوم تاریخ۔ ترجمہ الغدیر جلد ۸۔۷ (علامہ امینی)
۳۔ حیات القلوب (علامہ مجلسی)
۴۔ www.wikipedia.org

حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام

تعارف

نام	:	خدیجہ علیہا السلام
نسب	:	خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب
والد کا نام	:	خویلد
والدہ کا نام	:	فاطمہ بنت زائدہ
شوہر کا نام	:	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشہور القاب	:	ام المؤمنین، طاہرہ، سیدۂ قریش، ملیکۃ العرب
ولادت	:	۳ سال قبل از عام الفیل
وفات	:	اعلان نبوت کے دسویں سال، 619 سن عیسوی
عمر	:	تقریباً ۵۳ سال

حضرت خدیجہ علیہا السلام کی شخصیت

خدیجہ علیہا السلام، حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ''شریک حیات'' ہیں جن پر ''لطافت وجود'' اپنی تمام تر لطافتوں کے ساتھ نازاں ہے، جن پر شریکِ حیاتِ نبوت ورسالت اور شریکِ حیاتِ معراج ہونے کے عناوین بھی اپنی پوری معنویت کے ساتھ صادق آتے ہیں۔ جن کی شخصیت تاریخِ نبوت ورسالت کے آغاز کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام وایمان کے نقطۂ آغاز سے بھی جڑی ہوئی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جن کی ذات گرامی کو مادر چشمہ کوثر ہونے کی منزلت بھی حاصل ہے۔

مادر ایمان واسلام حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی سوانح حیات کے باب میں جہاں نہایت نازیبا افسانہ سازیاں کی گئیں وہیں کبھی عبداللہ بن عباس اور کبھی سید مرتضٰی علم الہدی جیسی شخصیتیں بھی پیدا ہوتی رہیں جن کے قول وقلم سے کسی نہ کسی حد تک حقیقتیں بھی آشکار ہوتی رہیں۔

اگر چہ مشہور یہی ہے کہ آپ علیہا السلام کی ولادت عام الفیل سے پندرہ سال قبل ہوئی تھی اور یہ کہ آپ علیہا السلام نے چالیس برس کی عمر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی۔ یہ بھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقد سے پہلے آپ علیہا السلام کی دو یا تین شادیاں بھی ہو چکی تھیں اور آپ علیہا السلام ان شوہروں سے صاحب اولاد بھی ہو چکی تھیں اور اسی لئے آپ علیہا السلام کی کنیت بھی ''ام ہند'' تھی، لیکن حقیقت آشنا درایتیں خوب جانتی ہیں کہ یہ اور اس قبیل کی تمام باتیں رسول وآل رسول علیہم السلام کی دشمنی کے جذبوں سے گھڑی ہوئی روایتیں ہیں جنہیں اتنی بار دہرایا گیا ہے کہ اب وہ کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر معلوم ہوتی ہیں۔

سیاسی عصبیتوں اور عصبیتی سیاستوں کے ہاتھوں لکھی گئی تاریخوں کی سیاہ سطروں میں جو کچھ بھی لکھا ہو، ہمیں زندہ حقائق کے اجالوں میں صرف یہی نظر آتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ علیہا السلام کی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کے وقت کی عمر مبارک ابن عباس کے بقول صرف اٹھائیس برس کی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی سے قبل آپ علیہا السلام کی کسی اور کے ساتھ کوئی شادی نہیں ہوئی تھی اور یہ کہ آپ علیہا السلام کے بطن مبارک سے معنی ومصداق کوثر، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے علاوہ کوئی اور صاحب زادی

متولد نہیں ہوئیں۔

خاندانِ حضرت خدیجہ علیہا السلام

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا تعلق بنو ہاشم کے بعد عرب کے معزز ترین قبیلے سے ہے اور اس سے بڑی قابل فخر عظمت کیا ہو گی کہ آپ کا تعلق قصی بن کلاب سے ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے جد امجد تھے۔ جو اس طرح ہے کہ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ......"۔

جب کہ جناب خدیجہ علیہا السلام کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: "حضرت خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن......"۔

آپ علیہا السلام کی والدہ کا نام ونسب یہ ہے: "فاطمہ بنت زائدہ بن اصم بن رواحۃ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن ......"۔ اس طرح آپ علیہا السلام کی والدہ کا نسب بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں جد امجد سے مل جاتا ہے۔

اس طرح جناب خدیجہ طاہرہ علیہا السلام کا نسب والد اور والدہ دونوں کی جانب سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسلک تھا۔

خویلد بن اسد کا تعارف

طبقات ابن سعد جلد ہشتم کے مطابق علامہ ابن سعد کا بیان ہے کہ جناب خویلد اپنے قبیلے کی ممتاز شخصیت اور نہایت ہی بہادر انسان تھے۔ آپ نے مکے میں آ کر سکونت اختیار کی تھی۔

ان کی بہادری اور شجاعت کے سلسلے میں تاریخ بتاتی ہی کہ ایک بار بادشاہ یمن ایک لشکر لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا اور اس نے پورے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ حجر اسود کو کعبہ سے نکال کر

یمن لے جائے۔ مکہ کے لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ اس مخالفت اور احتجاج کی رہبری حضرت خدیجہ علیہا السلام کے والد بزرگوار جناب خویلد ہی کر رہے تھے۔ وہ بادشاہ یمن کی مخالفت میں کھل کر سامنے آ گئے اور ہر قیمت پر حجر اسود کی حفاظت کا اعلان کر دیا۔ بادشاہ یمن نے اس سخت رویے کو دیکھتے ہوئے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اس طرح ایک اہم شعائر اللہ کی حفاظت ہوئی۔

امام بیہقی نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ جناب خویلد کا انتقال جنگ فجار سے قبل ہو گیا تھا۔

فاطمہ بنت زائدہ

مجمع الزوائد، جلد نہم کے حوالے سے فاطمہ بنت زائدہ، لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد میں سے تھیں اور خاندان بنو عامر کا شمار بھی عرب کے معزز خاندانوں میں تھا۔ ان کا انتقال اپنے شوہر خویلد بن اسد کے انتقال سے پانچ برس قبل ہو گیا تھا۔

عوام، حزام اور نوفل (برادران حضرت خدیجہ علیہا السلام)

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے ان تینوں بھائیوں کا ذکر تو کتب تواریخ میں ملتا ہے لیکن تفصیلی تعارف دیکھنے میں نہیں آیا۔

ہالہ بنت خویلد و رقیہ بنت خویلد (ہمشیران حضرت خدیجہ علیہا السلام)

رقیہ اور ہالہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کی بہنیں تھیں۔ ہالہ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ ان کی شادی ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس سے ہوئی جو قریش کے بااثر شخصیات میں شمار ہوتے تھے اور ان کے صاحبزادے ابو العاص تھے جنھوں نے اسلام بھی قبول کیا تھا۔ زینب و رقیہ و کلثوم بر بنائے تحقیق علمائے قدیم دراصل ابو ہند تمیمی کی بیٹیاں تھیں۔ جب اس کی پہلی زوجہ کا انتقال ہو گیا تو اس نے عقد ثانی ہالہ بنت

خویلد، خواہر حضرت خدیجہ علیہا السلام سے کیا اور یہ لڑکیاں تربیت ہالہ میں آئیں۔ ابو ہند تمیمی کی وفات کے بعد جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ علیہا السلام سے تزویج فرمائی تو جناب ہالہ کی ناداری کی وجہ سے ان کو اپنی کفالت میں لے لیا اور ان کے ساتھ ان کے شوہر کی لڑکیوں کی بھی پرورش فرمائی۔ چوں کہ یہ لڑکیاں خانۂ جناب خدیجہ علیہا السلام میں تربیت پاتی تھیں اس لئے بنا بر عرف عرب بنات خدیجہ علیہا السلام و بنات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہی جاتی تھیں۔

(سید ناصر حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ)

ورقہ بن نوفل (حضرت خدیجہ علیہا السلام کے چچازاد بھائی)

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے عزیز و اقارب میں یوں تو چچا، عموزاد بہن، بھائی، بھتیجے اور بھانجے سب ہی تھے لیکن انہیں افراد میں ایک ورقہ بن نوفل تھے جو حضرت خدیجہ علیہا السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ تاریخ میں کہیں انہیں چچا بھی لکھ دیا گیا ہے اور یہ غلط فہمی غالباً اس لئے ہوئی کہ والد کے انتقال کے بعد وہی حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سرپرست بھی تھے۔ وہ خاندان کے سب سے عمر رسیدہ، جہاندیدہ اور مکہ کی مقبول ترین شخصیت، مشہور مفکر اور دانشوار کہلاتے تھے۔ وہ آسمانی کتابوں کے مانے ہوئے عالم تھے جنہوں نے انجیل مقدس کو عبرانی زبان میں منتقل کیا۔ وہ اہل عرب میں رائج بت پرستی کے سخت خلاف تھے۔

تجارت حضرت خدیجہ علیہا السلام

جناب خویلد کی وفات کے بعد آپ کی تمام دولت آپ کی اولاد میں برابر تقسیم ہوئی۔ والد کی وفات کے بعد بی بی خدیجہ نے تجارت کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس وقت ان کی تجارت ایک طرف یمن میں پھیلی ہوئی تھی اور دوسری طرف شام میں۔ اگرچہ بابل کے قرب و جوار اور بصرے میں بعض منڈیاں ایسی بھی تھیں جہاں تجارت کی گرم بازاری تھی لیکن ان دنوں شام کا ملک تجارت کے لئے مرکز بن رہا تھا اور اسی وجہ سے قریش کے تاجر سال میں ایک بار تجارت کے لئے ملک شام ضرور جاتے تھے۔ حضرت

خدیجہ علیہا السلام بھی اپنے تجارتی سامان کے اونٹ وہیں بھیجتیں اور اپنے غلاموں اور ملازمین کو ان کے ساتھ کر دیتیں۔ یہ لوگ وہاں جا کر خرید و فروخت کرتے اور قابل توجہ فائدہ حاصل کر کے لاتے۔ اس سے حضرت خدیجہ علیہا السلام کو سال کے سال معقول آمدنی ہوتی تھی۔ علاوہ برایں حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی تجارت کو وسعت دینے کے لئے چند تجارت پیشہ لوگوں سے مضاربت کر رکھی تھی اور غلام ان کے لئے تجارت کرتے تھے۔

(مولوی نذیر احمد۔ ''امہات الامہ'' ص ۴۹)

مولانا صابر حسین نقوی اپنی کتاب ''ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام'' صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ:

''ان کی تجارت بڑے زور و شور کے ساتھ ترقی کرتی جا رہی تھی۔ بیسیوں یہودی، عربی و قریشی ان کے ماتحت تھے۔ مویشیوں کی بھی کثرت تھی۔ متفرق مقامات کے اونٹ مل کر اسّی (۸۰) ہزار تھے''۔

مویشیوں اور اسی (۸۰) ہزار اونٹوں کا مطلب ہے کہ وہ سب مال و تجارت کے لئے بسلسلہ نقل و حمل کام آتے تھے اور مال تجارت یمن، شام اور حبشہ کی منڈیوں تک پہنچاتے تھے، جن کا شمار دنیا کے مشہور تجارتی مراکز میں ہوتا تھا۔ اس سے یہ اندازہ لگانا بالکل مشکل نہیں کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام انتہائی دولتمند تھیں، جس کی وجہ سے ملیکۃ العرب کہلاتی تھیں۔ مورخین نے لکھا ہے کہ فقط آپ علیہا السلام کا سامان تجارت مکہ کے تمام تاجروں کے سامانِ تجارت سے اگر زیادہ نہیں تھا تو برابر ضرور تھا۔

واقدی جیسا اسلام کا قدیم ترین مورخ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۸۴ پر لکھتا ہے:

''حضرت خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ایک عقلمند اور شریف بی بی تھیں۔ اس خوبی و بزرگی کے علاوہ جو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا تھا وہ آپ علیہا السلام اپنے زمانے میں سب سے بہتر نسب اور شرف کے اعتبار سے عظیم تر اور مالی اعتبار سے امیر ترین خاتون ہوتا تھا۔ آپ علیہا السلام کی قوم (روساء و شرفاء عرب) آپ علیہا السلام سے نکاح کی بے حد خواہش مند اور حریص تھی''۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ علیہا السلام سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک ایسے نبی کو مبعوث فرمائے گا جو یتیم ہوگا اور قریش کی ایک خاتون ان کے ساتھ ایثار و قربانی کے جذبہ کے ساتھ تعاون کرے گی اور یہ بات آسمانی کتاب میں لکھی ہوئی ہے''۔

(سیدۃ العرب از محمد محمدی اشتہاردی)

اس بات کو سن کر حضرت خدیجہ علیہا السلام منتظر رہنے لگیں کہ کب نبی منتظر مبعوث ہوگا اور وہ اس کی زیارت کریں گی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ایک عجیب و غریب خواب بھی دیکھا جس سے وہ بے حد متفکر تھیں۔انہوں نے یہ خواب اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔خواب یہ تھا:

''میں نے دیکھا کہ سورج کعبہ کے اوپر چکر لگا رہا ہے اور آہستہ آہستہ نیچے آتا گیا اور بالآخر میرے گھر میں اتر گیا اور اس کے بعد اس سورج کے کچھ حصے ہوگئے''۔

(سیدۃ العرب از محمد محمدی اشتہاردی)

ورقہ نے خواب سنتے ہی اپنے علم کی روشنی میں اس خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ تم جلد ہی ایک شخص سے شادی کرو گی۔ وہ عالمگیر شہرت کا مالک ہوگا اور انتہائی اعلیٰ ترین خصوصیات کا مالک ہوگا۔تمہیں ان کی ہمسری کا شرف ہوگا اور ان سے تمہاری اولاد ہوگی''۔

عالم خواب میں دیکھی ہوئی کیفیت کو پیشن گوئی کی صورت میں عالم بیداری میں سنا تو انہیں کامل یقین ہوگیا کہ وہ کسی بڑی سعادت سے دوچار ہونے والی ہیں۔اسی دن سے وہ انتظار میں بے چین رہنے لگیں کہ انہیں یہ مقام افتخار کب حاصل ہوگا۔

محمدی اشتہاردی نے سیدۃ العرب میں اس خواب کے ساتھ ورقہ بن نوفل کی ایک اور پیشن گوئی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔صفحہ ۴۸ پر وہ لکھتے ہیں:

''جب حضرت خدیجہ علیہا السلام سے ملاقات کرتے تو یہی کہتے کہ اے خدیجہ علیہا السلام تم ایسے شخص سے شادی کرو گی جو زمین و آسمان میں بلند ترین انسان ہوگا''۔

تاریخ ابن ہشام جلد ا صفحہ ۱۷۷ اور تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ پر درج ہے کہ:

''جب مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راست گوئی، شدت امانتداری اور بہترین عادات واطوار کی دھوم خدیجہ طاہرہ علیہا السلام نے سنی تو اپنے فرستادہ کو بھیج کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ میرے غلام میسرہ کو اپنے ہمراہ لے کر میرا سامان تجارت ملک شام لے جایئے اور میں آپ کو اس سے زیادہ منافع دوں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی رہی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ طاہرہ علیہا السلام کی اس پیشکش کو قبول فرمالیا''۔

اس نکتہ پر پہنچ کر ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ جب اپنی فطری شرافت، نجابت، بردباری اور ذہانت سے حضرت خدیجہ علیہا السلام نے پردے میں رہتے ہوئے اپنی تجارت کو اتنا فروغ دے لیا تھا کہ ملیکۃ العرب کہی گئیں تو انہیں کسی اور کی شرکت کی کیا ضرورت تھی اور وہ بھی برابری کی بنیاد پر۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، دیانت اور امانت وغیرہ کے حالات سن کر آپ علیہا السلام کو اپنے عالم چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کی باتیں یاد آنے لگی ہوں اور یہ گمان ہوا ہو کہ کہیں یہ وہی شخصیت تو نہیں جو پیغمبر آخر الزماں ہو جس کی وہ بچپنے سے منتظر ہیں کیوں کہ کتب آسمانی میں لکھا حلیہ اور حالات وغیرہ سب انہیں سے ملتے جلتے ہیں۔ اسی لئے ہوسکتا ہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریب سے سمجھنے کے لئے اپنی تجارت میں شریک کرلیا۔ بعد کے انتظامات بھی اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ مثلاً اپنے غلام خاص میسرہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شام بھیجنا۔ چنانچہ تجارتی قافلے کی تیاری کے بعد تاریخ کا کہنا ہے کہ اپنے غلام خاص میسرہ کو بلا کر کچھ ہدایات دیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی پابندی کے ساتھ راستے میں پیش آنے والے واقعات کو ذہن میں رکھ کر واپسی پر مطلع کرے یعنی حضرت خدیجہ علیہا السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات زندگی کا تفصیلی مشاہدہ کرنے کی خواہشمند تھیں۔ گویا حضرت خدیجہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ مقام اور منزلت نبوت سے آگاہ تو ہوگئی تھیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات معلوم کرکے یقین کی منزل میں قدم رکھنا چاہتی تھیں۔

شام کے سفر تجارت میں میسرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو صفات حمیدہ، اوصاف پسندیدہ، معجزات اور کرامات ملاحظہ کیں اور اس بات کا ذکر جناب خدیجہ علیہا السلام سے کیا تو حضرت خدیجہ علیہا السلام کا اشتیاق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مزید پختہ ہوگیا۔

تزویج حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام

حضرت خدیجہ علیہا السلام چونکہ نہایت ذی عقل، شریف اور شرافت پسند، پاک طینت عورت تھیں اس لئے ان واقعات کو سن کر اس بات کی متمنی ہوئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنی زوجیت میں قبول کریں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ اپنے چچا کے پاس جائیں اور ان کو میرے گھر خواستگاری کے لئے بھیجیں۔ یہ سب سننے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابوطالب علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ حضرت ابوطالب علیہ السلام نے کہا کہ چلو! باقی چچاؤں کو بھی آگاہ کریں اور پھر ہم مل کر حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر خواستگاری کے لئے جائیں گے۔

۵۹۵ء میں اس مبارک و مسعود محفل عقد میں دولہا کی جانب سے ان کے چچا، مکہ کے عظیم المرتبت سردار حضرت ابوطالب علیہ السلام خطبۂ عقد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور ایسا خطبہ پڑھا کہ فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر آپ ہے اور تقریباً تمام ہی کتابوں میں منقول ہے کہ جسے لکھنا اور بیان کرنا گویا ہر مؤلف کا خاص کام ہے۔

ہم ذیل میں اس خطبے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں:

''تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو ذریت ابراہیم علیہ السلام، اولاد اسمعیل علیہ السلام، نسل معد ابن عدنان اور صلب مضر سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے بیت کا محافظ اور اپنے محترم حرم کا نگہبان مقرر فرمایا۔ ہمارے لئے ایک ایسا گھر قرار دیا جس کا خلق خدا حج کرتی ہے اور ایسی متبرک زمین عطا کی کہ جہاں خدا کی مخلوق امن پاتی ہے۔ ماسوا اس کے کہ خدا نے ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا۔

اما بعد میرا یہ بھتیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عبداللہ علیہ السلام کی اولاد سے ہے جس کا اگر کسی شخص سے موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو از روئے فضل و کمال و باعتبار شرافت و ذہانت یہی گرامی تر نکلے گا۔ یہ مالداری اور دولتمندی میں کم ہے مگر مال کیا ہے، ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤں اور متغیر و متبدل ہو جانے والا حال ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی شخص ہیں کہ جس کی قرابت جو کچھ مجھ سے ہے، آپ لوگ اس کو خوب جانتے ہیں۔ اس نے خدیجہ علیہا السلام سے تزویج

کا ارادہ کیا ہے اور میں نے اپنے مال سے خدیجہ علیہا السلام کے مہر مؤجل اور مصداق معجّل ادا کر دیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص ہے جس کے لئے کوئی عظیم خبر اور کوئی لائق شان بہرہ یا حصہ نصیب ہونے والا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح قبول کر لیا اور سرداران قریش اس کے گواہ قرار پائے اور دولہا کی جانب سے ابوطالب علیہ السلام نے حق مہر ادا کیا۔

بیوگی کا افسانہ

بعض روایات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جناب خدیجہ علیہا السلام کی دو شادیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۵ صفحہ ۵۰۶)

''زہری بیان کرتا ہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل دو مردوں سے نکاح کیا تھا، ان میں عتیق بن عابد بن مخذوم تھا اور دوسرا ابوہالہ تمیمی تھا''۔

جہاں مؤرخین کی غلط روایات کا تذکرہ ہے وہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے قبل عذراء ہونے کے حق میں سیرت نگاروں کی روایات موجود ہیں۔

ابن شہر آشوب کہتے ہیں: ''احمد بلاذری اور ابوالقاسم کوفی نے اپنی اپنی کتاب میں، مرتضیٰ نے اپنی کتاب شافی میں اور ابوجعفر نے اپنی تلخیص میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت خدیجہ علیہا السلام سے شادی کی تو وہ باکرہ تھیں''۔

(الصحیح من سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علامہ سید جعفر مرتضیٰ۔ جلد ا، صفحہ ۱۶۴)

شادی کے وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر مبارک

علامہ سید جعفر مرتضیٰ لکھتے ہیں: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کے وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال نقل ہوئے ہیں۔ بعض ان کی عمر ۲۵ سال بتاتے ہیں، بعض ۲۸ سال، کچھ ۳۰ سال،

کچھ ۳۵ سال اور کچھ ۴۰ سال بیان کرتے ہیں اور ایک گروہ تو ۴۵ سال ذکر کرتا ہے''۔

(الصحیح من سیرۃ النبی جلد ا، صفحہ ۱۷۱)

بعض سیرت نگاروں نے صرف ایک روایت کو ہی بنیاد بنایا ہے، مثلاً

ا) طبری کہتے ہیں: ''ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ علیہا السلام سے شادی کی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر چالیس سال تھی۔

(تاریخ طبری، مترجمہ سید محمد ابراہیم۔ حصہ اول، صفحہ ۶۱، نفیس اکیڈمی، کراچی، جون ۱۹۸۷)

۲) ابن سعد کا کہنا ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ نکاح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت پچیس برس کے تھے اور حضرت خدیجہ علیہا السلام ان دنوں چالیس برس کی تھیں۔ واقعہ اصحاب فیل سے پندرہ سال پہلے ہی وہ پیدا ہو چکی تھیں''۔

(طبقات ابن سعد، مترجمہ علامہ عبداللہ العمادی، حصہ اول، صفحہ ۱۸۷، نفیس اکیڈمی کراچی، اپریل ۱۹۸۳)

ان دونوں حوالوں کے حساب سے حضرت خدیجہ علیہا السلام کا سن ولادت ۵۵۵ عیسوی قرار پاتا ہے۔

بعض روایتوں میں شادی کے وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر ۲۸ سال درج ہے۔ ملاحظہ ہو:

ا) ابن کثیر کہتے ہیں: ''ابن عباس سے منقول ہے کہ اس وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر اٹھائیس سال تھی''۔

(تاریخ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جلد ۲، صفحہ ۵۹۷)

۲) علامہ مجلسی رقمطراز ہیں: ''ابن حماد کا قول ہے کہ اس وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر اٹھائیس سال تھی''۔

(بحار الانوار ۶/ ۹۷)

حضرت خدیجہ علیہا السلام خود کھانا پانی لے کر روزانہ غار حرا کی طرف جاتی تھیں، وہاں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت کے بارے میں فکر مند رہتی تھیں اور ان کی دیکھ بھال سے بھی غافل نہ تھیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علیہا السلام صحت مند تھیں جو امور خانہ داری کے ساتھ اتنا طویل سفر بھی کرتیں۔ زیادہ عمر کی عورت ان مشقتوں کے قابل ہی نہیں رہتی۔ ان کا دن رات مصروف عمل رہنا بتلاتا ہے کہ شادی کے وقت ان کی عمر کا تعین چالیس سال کرنا بھی غلط ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام ایک مثالی بیوی

شادی کے بعد کچھ عرصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ علیہا السلام خانۂ ابوطالب علیہ السلام میں مقیم رہے، پھر اپنے چچا حضرت ابوطالب علیہ السلام کی اجازت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زوجہ کے ساتھ ان کے دولت کدہ پر رہائش اختیار کرلی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام کا یہ مکان تاریخ میں دارِ خدیجہ علیہا السلام کے نام سے مشہور ہے۔

اس گھر میں ایک چھوٹا سا قبہ تھا جہاں جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام پیدا ہوئی تھیں۔

علامہ محبّ طبری نے لکھا ہے کہ: ''سیدہ خدیجہ علیہا السلام کا گھر مکہ معظّمہ میں مسجد الحرام کے بعد سب سے افضل جگہ ہے جہاں دونوں نے ہجرت مدینہ تک قیام فرمایا۔.......... صفا اور مروہ کی جانب مروہ کی طرف کے پھاٹک سے باہر گذریں تو سامنے چھتہ بازار آجاتا ہے۔ داخل ہوتے ہی زرگروں کی پہلی گلی میں یہ مکان ہے۔.......... زائرین باہر سے اس کی زیارت کرلیتے ہیں''۔

افسوس ہے کہ اب اس مکان کا وجود ہی باقی نہیں۔ سعودی دور حکومت میں مسجد الحرام کی توسیع کے دوران اور بہت سارے مقدساتِ دین کی طرح یہ گھر بھی مسمار کیا جاچکا ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام جیسی نعمت عظمیٰ کے امور حیات میں معقولیت پسندی، نظم وضبط کی پابندی اور روشن مزاجی ان کی ذات وصفات کا وہ آئینہ ہیں جن میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ نیک طینت، ماہر تجارت اور اعلیٰ پایہ کی منظّم صاحب ثروت خاتون تھیں اور گھر کا کام ملازمین اور خادماؤں کے سپرد تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کے بعد جیسے آپ علیہا السلام کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر آپ علیہا السلام کے اصلی اور حقیقی جوہر کھلے وہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان صلاحیتوں سے طمانیت اور سکون کا احساس ہوا۔ گھر کو نہ صرف جنت کا نمونہ بنایا بلکہ مفلسوں، مسکینوں، بیماروں، بیواؤں، یتیموں اور ناداروں کے لئے آپ علیہا السلام کا گھر جائے پناہ بن گیا۔ کہاں ملیکۃ العرب اور کہاں اپنے مقدس شوہر کی اطاعت میں سادگی کا نمونہ بن گئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقۂ حیات کی حیثیت سے حضرت خدیجہ علیہا السلام نے جو پچیس سال تک تنہا بلاشرکت غیرے خوشگوار زندگی گذاری اس میں وفاداری بھی ہے خدمت گزاری بھی، مالی ایثار بھی ہے اور

تعمیری کاموں میں حصہ داری بھی، تربیت دینا بھی ہے اور گھریلو ذمہ داری بھی، کفار و مشرکین کی دل آزاری پر صبر بھی ہے اور نزول وحی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمت افزائی بھی، اپنی اولاد کی پرورش بھی ہے اور دوسروں کی کوکھ سے جنم لینے والے بچوں کی دیکھ بھال بھی۔ مختصر یہ ہے کہ آپ علیہا السلام نے اپنا تن من دھن سب ہی کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کی بقاء کے لئے قربان کر دیا۔ تبلیغ اسلام کے لئے نہ صرف یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دامے، درمے، سخنے امداد فراہم کی بلکہ طعنۂ ابتر کے دور کرنے اور حفاظت دین کے لئے اولاد بھی دی۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ "حضرت خدیجہ علیہا السلام نے شریک حیات کا وہ کردار ادا کیا جیسے آپ علیہا السلام کی رفیقۂ حیات ہی نہیں رفیق نبوت بھی ہوں"۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام اور کارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعثت کا زمانہ جس قدر قریب آ رہا تھا اسی قدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلوت نشینی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ کبھی پانی اور ستّو خود لے جاتے اور کبھی حضرت علی علیہ السلام۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام بھی یہ کٹھن راستہ طے کرتیں اور کھانا پانی زیادہ تر خود لے جاتیں۔

"بعثت سے سات برس پہلے انوار الٰہی کی تجلیات اسی غار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہونے لگی تھیں"۔

(اسوۃ الرسول، اولاد حیدر بلگرامی ۲/۱۶۴)

حضرت خدیجہ علیہا السلام کی محنت کا اندازہ لگانا آسان کام نہیں ہے اس اعتبار سے کہ بچوں کی دیکھ بھال کرنا، روزانہ کھانے پینے کا انتظام کرنا اور تین میل کی مسافت طے کر کے پہاڑ پر چڑھنا اترنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ یہ صرف انہیں جیسی شوہر کی باوفا شریک حیات دوست اور ہمدم کا کارنامہ ہے۔

نزول اقرء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت اور کردار حضرت خدیجہ علیہا السلام

نزول وحی کے سلسلے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا پہلی بار آنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کپکپی کا طاری ہونا، سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کو تین بار اصرار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھنے کے لئے کہنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنی ہی بار ''میں پڑھنا نہیں جانتا'' کہنا، فرشتے کا گرفت میں لے کر دبانا، کانپتے ہوئے گھر آنا، کپڑا اوڑھنا، حضرت خدیجہ علیہا السلام کا لطیف پیرائے میں اطمینان دلانا، اپنے چچازاد بھائی اور آسمانی کتب کے عالم ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا، ورقہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا یقین دلانا، التوائے وحی کی صورت میں انتشار واضطراب اور نعوذ باللہ یہ بیان کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹیوں سے گرا دینا چاہتے ہیں، جبرئیل علیہ السلام کے کہنے پر رک جاتے ہیں، کبھی نعوذ باللہ نزول وحی پر بھی نبوت کا یقین نہ آنا اور جبرئیل علیہ السلام کا بار بار یقین دلانے پر بھی یقین نہ ہونا لیکن ورقہ بن نوفل کے کہنے پر مکمل اعتبار کرنا جیسے بیانات پڑھ کر قاری کی الجھنوں میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایسی روایات بیان کرنے والے شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں سمجھے اور اس طرح کی تاریخ اور احادیث کا اختلاف جگ ہنسائی کا موقع فراہم کرتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسا ابن حزام نے لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادۂ الٰہی کے تحت غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔ جبریل امین علیہ السلام آئے، نبوت ورسالت کی پیغام رسانی کی، بشارت ملنا شروع ہوئی جس کی ابتداء نزول اقرأ سے ہوئی۔ منصب رسالت کی بشارت سن کر اپنی مایہ ناز زوجہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کو گھر جا کر خوشخبری سنائی جو بے حد مسرور ہوئیں۔ قدرے توقف کے بعد غار حرا ہی میں بمطابق مورخین دوسری وحی نازل ہوئی۔ یہ وہی وحی تھی جو تبلیغ رسالت کے لئے تھی جسے نبوت کا پہلا کام کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر لپیٹے آرام فرما رہے تھے۔ وحی کے الفاظ یہ تھے:

يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ٥ قُمْ فَأَنْذِرْ ٥ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ٥ ﴿سورہ مدثر﴾

ترجمہ: اے میرے چادر اوڑھنے والے رسول اٹھو اور لوگوں کو عذاب سے ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو۔

اور پھر انوارِ وحی کی بارشیں شروع ہوگئیں۔طبری کہتے ہیں: ''جناب خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا تھا: اے ابن عم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ارادے پر ثابت قدم رہئے۔اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں خدیجہ کی جان ہے مجھے یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت کے پیغمبر ہیں۔

(اسوۃ الرسول، اولا دحید ربلگرامی ۲/۴/۱۷ بحوالہ طبری صفحہ ۱۱۵۱)

تاریخ طبری میں ہے: ''بعثت سے تین برس تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم تھا کہ اپنے امر کو بطور راز مخفی رکھیں اور اس کے بعد آیہ وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿الشعراء:۲۱۴﴾ (اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ) کے مطابق اظہار امر کا حکم نازل ہوا۔''

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ کا فریضہ باہر انجام دیتے، اسی طرح یہ کام حضرت خدیجہ علیہا السلام مستورات میں انجام دیتیں۔تاریخ میں ہے کہ ام الفضل، اسماء بنت ابوبکر، فاطمہ بنت خطّاب اور اسماء بنت عمیس کا اسلام قبول کرنا حضرت خدیجہ علیہا السلام ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔خاندانِ بنو اسد میں سے آپ علیہا السلام کے بھتیجوں حضرت زبیر بن عوام اور حضرت خالد بن حزام کے علاوہ حضرت اسود بن نوفل اور حضرت عمرو بن امیہ بھی تشرف بہ اسلام ہوئے جو حضرت خدیجہ علیہا السلام ہی کی تبلیغ کی نتیجہ ہے۔اسی طرح حضرت خدیجہ علیہا السلام کا شمار اولین مبلغین اسلام میں ہے اور بطور مبلغۂ اسلام نہایت ہی کامیاب رہیں۔

عفیف سے منقول ہے کہ ایام جہالت میں مکہ گیا اور عباس ابن عبدالمطلب کے پاس مقیم ہوا۔جب آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر چاروں طرف پھیل گیا تو اس وقت میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس اثناء میں ایک جوان شخص کعبہ میں آیا اور اس نے اپنا سر بلند کر کے آسمان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کا بوسہ لیا، پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک نوجوان لڑکا آیا اور آ کر اس جوان شخص کے داہنے طرف کھڑا ہو گیا۔پھر کچھ دیر گزری اور ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔اس اثناء میں وہ جوان شخص رکوع میں گیا تو وہ جوان اور وہ عورت بھی رکوع میں گئے۔پھر وہ جوان شخص سجدے میں گیا اور اس کے ہمراہ یہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔عفیف کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر میں نے کہا یہ تو امر عظیم ہے۔یہ سن کر عباس نے کہا کیا تم جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔عباس نے کہا کہ جوان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرے بھائی کے بیٹے ہیں۔عباس نے کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ میں نے کہا

نہیں۔عباس نے کہا یہ علی بن ابیطالب بن عبدالمطلب علیہ السلام میرے بھائی کے بیٹے ہیں۔ پھر عباس نے پوچھا جانتے ہو یہ عورت کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ عباس نے کہا یہ خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد میرے بھتیجے کی زوجہ ہیں۔ ان کا مجھ سے کہنا ہے کہ ان کا خدا زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔اسی نے اس امر کے کرنے کا ان کو حکم دیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ خدا کی قسم اس وقت تک میرے علم میں سوائے ان تین آدمیوں کے روئے زمین پر کوئی ایک بھی اس دین پر نہیں ہے۔

(اسوۃ الرسول، اولاد حیدر بلگرامی ،۲/ ۱۷۷، بحوالہ طبری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مالی ایثار

حضرت خدیجہ علیہا السلام کی شادی اور اولاد کے بارے میں جتنی بھی اختلافی روایات ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کے وقت ان کے مال و دولت اور غلاموں اور کنیزوں کی بہتات پر کوئی اختلاف نہیں اور شادی کے بعد اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ ساری دولت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دی گئی کہ وہ جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے اس مالی ایثار کی گواہی خود خدا نے قرآن مجید میں دی ہے اور اس خدمت کو خدا نے خود اپنے فعل سے منسوب کیا۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿سورۃ الضحیٰ :۸﴾ (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ دست پایا تو مالدار کر دیا)

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا گھر جو شادی سے قبل بیوگان اور فقراء و مساکین کے لئے مرکز امداد تھا شادی کے بعد بھی اسی طرح قائم رہا۔ جس میں مزید اضافہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی میں کارخیر کی جانب بھی قدم بڑھائے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کا نظریہ بھی ایک ہی تھا کہ عیش و عشرت اور شان و شوکت کی زندگی قابل تحسین نہیں بلکہ ضرورت مندوں کی کفالت کے ساتھ کارخیر اور دینی مسائل کی طرف توجہ دینا ہی انسان کے لئے معنوی لذت ہے۔ انہوں نے سوچا کہ دین کی اساسی و اجتماعی ترقی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے چنانچہ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی خصوصی توجہ اس طرف ہی مبذول کر دی۔

اولاد حضرت خدیجہ علیہا السلام

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد کے سلسلے میں روایات مختلف ہیں۔اولاد کی تعداد میں بھی اختلاف کے علاوہ ترتیب کے حوالے سے بھی مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ایک روایت میں رقیہ وکلثوم کی پیدائش اعلان نبوت کے بعد بتلائی جاتی ہے۔ یہ اور بات کہ نتیجے کے طور ان کی شادیاں پیدائش سے پہلے ہوجاتی ہیں اور طلاق بھی ہوجاتی ہے۔اس طرح کی کئی الٹی سیدھی روایات ہیں۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام الکبریٰ کی اولادوں کے سلسلے میں تقریباً تمام قدیم سیرت نگار مثلاً ابن اسحاقؒ، ابن ہشامؒ، علامہ طبریؒ، ابن سعدؒ علامہ ابن عبدالبر اور علامہ ابن حزمؒ وغیرہ کا بیان ہے کہ چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں:

۱۔ حضرت قاسم

۲۔ حضرت عبداللہ

۳۔ حضرت زینب

۴۔ حضرت رقیہ

۵۔ حضرت کلثوم

۶۔ حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام

اولاد کی اس تعداد اور ترتیب کے حوالے سے بیشتر مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے یہاں تک کہ خود اپنی بیان کردہ روایت تک میں اختلاف موجود ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بیٹے

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے دو بیٹے تھے قاسم اور عبداللہ جو تمام روایتوں میں متفقہ طور پر تحریر کیے گئے ہیں۔اس میں بھی اختلاف نہیں کہ دونوں کا بچپنے ہی میں انتقال ہوگیا تھا۔صرف ان کی عمروں کے بارے

میں اختلاف ہے کہ قاسم چار سال کی عمر میں فوت ہوئے اور عبداللہ ان کے ایک ماہ بعد فوت ہوئے۔

''کچھ افراد کا خیال ہے کہ قاسم نے سات سال کی عمر میں وفات پائی اور عبداللہ نے بعثت کے ایک سال بعد وفات پائی۔ آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں فرزندوں نے بعثت سے پہلے وفات پائی یا بعد میں اس میں بھی اختلاف ہے لیکن زیادہ شواہد یہی ہیں کہ یہ دونوں بیٹے بعثت کے بعد فوت ہوئے۔ یعقوبی کی تاریخ میں انتقال کے وقت قاسم کی عمر چار سال تھی''۔

(سیدہ عرب، محمد محمدی اشتہاردی/ ۲۵۱)

بہر طور حقیقت یہی ہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی زندگی میں جو سب سے بڑے غم برداشت کیے وہ یہی تھے کہ دو بیٹے ہوئے اور دونوں کمسنی میں انتقال کر گئے اور یہی مرضی رب تھی۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کی بیٹیاں

زینب، رقیہ و کلثوم بنا بر تحقیق علمائے قدیم دراصل ابو ہند تمیمی کی بیٹیاں تھیں جو اس کی پہلی بیوی کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ بیوی کے انتقال کے بعد ابو ہند نے عقد ثانی ہالہ بنت خویلد سے کیا جو حضرت خدیجہ علیہا السلام کی بہن ہیں اور یوں یہ لڑکیاں جناب ہالہ کی تربیت میں آ گئیں۔ ابو ہند تمیمی کا انتقال تقریباً اس زمانے میں ہوا جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ علیہا السلام سے ازدواج فرمایا تھا۔ چونکہ ہالہ نادار تھیں اور حضرت خدیجہ علیہا السلام بفضل خدا نہایت متمولہ تھیں لہذا حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی بہن ہالہ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور ان کے ساتھ ان کے شوہر کی لڑکیوں کی بھی پرورش فرمائی۔ چونکہ یہ لڑکیاں خانہ حضرت خدیجہ علیہا السلام میں تربیت پائی تھیں اس وجہ سے بنا بر عرف عرب، بنات خدیجہ علیہا السلام و بنات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہی جاتی تھیں''۔

(ملیکہ العرب، مولانا کرار حسین/ ۱۷۸)

اس روایت میں رقیہ، زینب اور ام کلثوم کو حضرت خدیجہ علیہا السلام کی بیٹیاں نہیں بتایا گیا ہے بلکہ ان کی بہن ہالہ کی سوکن کی بیٹیاں کہا ہے جو ہالہ کے شوہر ابو ہند تمیمی کی پہلی بیوی سے تھیں اور ابو ہند تمیمی کے انتقال

کے بعد لاوارث ہوئیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام الکبریٰ کے بطن اقدس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکیوں میں ابن اسحاق ، ابن ہشام، علامہ طبری، ابن سعد، علامہ ابن عبد البر وغیرہ نے دو صاجزادوں کے ساتھ چار صاجزادیوں کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں۔

جب ایک عام قاری یا تاریخ کا طالب علم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاتعداد کتب کا مطالعہ کرتا ہے سوائے اس بات کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کی تعداد کتنی ہے تو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے علاوہ کسی اور کا ذکر زندگی کے کسی پہلو میں نہیں پاتا۔ مثلاً:

۱۔ سب سے پہلے اعلان نبوت ہی کو لے لیجیے۔ بالاتفاق تمام کتابوں میں درج ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اسلام کا اعلان کیا۔ مردوں میں حضرت علی علیہ السلام نے اسلام کا اعلان کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں موجود ان کی بیٹیوں ''زینب، رقیہ اور ام کلثوم'' میں کوئی ایک صاجزادی تو ہوتی جس نے مردوں میں حضرت علی علیہ السلام کی طرح لڑکیوں میں سب سے پہلے اظہار اسلام کیا ہوتا جس کا ذکر بھی اسی طرح کیا گیا ہوتا۔

۲۔ دوسرے جب ہم تاریخ کے اوراق میں بار بار یہ پڑھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانۂ کعبہ میں عبادت کرتے تھے تو کفار مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلاظت ڈال دیا کرتے تھے۔ تمام تاریخی کتب گواہ ہیں کہ اس سلسلے میں صرف حضرت فاطمہ علیہا السلام کم سن ہوتے ہوئے بھی امداد کو پہنچتی تھیں، غلاظت صاف کرتیں اور روتی جاتیں۔ کسی اور بیٹی کا وجود ناپید ہے۔

۳۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعب ابی طالب میں تھے تو حضرت فاطمہ علیہا السلام کی موجودگی کا ذکر تاریخ کی تمام کتابوں میں موجود ہے جو کم سن تھیں۔ گھر کے تمام افراد شعب ابی طالب میں تھے تو فاطمہ علیہا السلام سے بھی چھوٹی بچی رقیہ جنہیں بعض مؤرخین نے چھوٹا بتایا ہے، کیا گھر میں تنہا تھی؟ زینب اور ام کلثوم کا شعب ابی طالب میں ذکر نہیں تو کم از کم باپ اور ماں کے مقید رہنے پر کسی رنج و ملال کا ذکر تو ہوتا۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے ہیں تو بھی کسی اور بیٹی کا کوئی ذکر نہیں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جانے والوں میں خانوادۂ رسالت میں صرف حضرت فاطمہ علیہا السلام اور ام ایمن کا تذکرہ ہے۔

۵۔ اب ذرا آگے بڑھیے۔ میدان بدر و احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بس ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام

ہیں جو کبھی زخمیوں کی تیمار داری کرتی ملیں گی تو کبھی حضور ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہونے پر زخموں کو صاف کرتی اور گریہ کرتی نظر آئیں گی۔ یہاں بھی حضور ﷺ کی کسی اور بیٹی کا وجود ثابت نہیں۔

۶۔ قارئین اور تذکرہ نویسوں کے لئے لمحۂ فکر و دعوتِ تحقیق بھی ہے کہ ہر بیٹی کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ اور اظہار قربت و محبت کا سب سے بڑا لمحہ وہ ہوتا ہے جب اس کا باپ اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہو۔ تاریخ کے سارے اوراق اور ہر راوی کی ضعیف سے ضعیف روایت بھی یہی کہتی نظر آئے گی کہ وقت رحلت حضور ﷺ کے پاس ان کی بیٹیوں میں سے صرف حضرت فاطمہ علیہا السلام ہی تھیں اور بعد وفات تاریخ کا ورق صرف ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گریہ کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ نہ بیماری کے دوران کسی اور بیٹی کا کوئی ذکر ہے اور نہ باپ پر کسی اور نے گریہ کیا۔

۷۔ بعد رحلت رسول ﷺ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنا حقِ وراثت (واقعہ فدک) لینے خلیفہ اول کے پاس دربار میں گئیں تو کسی معترض نے یہ نہ کہا کہ صرف آپ ہی اپنا حق کیوں مانگ رہی ہیں جبکہ حضور ﷺ کی اور بیٹیاں بھی زندہ ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے حق وراثت کی طلب کے لئے دربار میں جانا جہاں حضور ﷺ کی وراثت طلب کرنا ہے وہیں دوسرے مقاصد کے علاوہ یہ بھی کلیتاً ثابت کرنا ہے کہ اگر حضور کی اور بیٹیاں ہوتیں تو وہ بھی اپنے باپ کی وراثت کے اس مقدمہ میں شریک ہونے ضرور آتیں یا کم از کم گواہی کے لئے ضرور پیش کی جاتیں یا بلائی جاتیں۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام اور بی بی فاطمہ علیہا السلام

شادی کے بعد زندگی جس نئے مرحلے میں داخل ہوئی اس میں شادی کے پانچ سال تک کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی پھر اللہ نے دو بیٹے سیدنا قاسم اور سیدنا عبداللہ دیئے لیکن بچپنے ہی میں انھیں واپس لے لیا۔ اغیار نے طعنۂ ابتر دیا تو اللہ ہی نے طعنۂ ابتر کے جواب میں سورہ کوثر کا نزول فرما دیا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

"اے رسول ہم نے تم کو کوثر عطا کیا۔ تو اب تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔

بیشک تمہارا دشمن بے اولاد رہے گا۔"

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی بروز جمعہ صبح صادق کے وقت پیدا ہوئیں۔

جناب شیخ سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرمایا ہے:

"زمانہ حمل میں جناب خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام اپنے پیٹ کے بچے یعنی فاطمہ زہرا علیہا السلام سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنا کرتی تھیں جس کے سبب سے ان کا تنہائی میں دل بہلتا تھا۔ ایک روز جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا گھر میں تشریف لائے تو ام المومنین کو کسی سے بات کرتے سنا لیکن وہاں کسی کو موجود نہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے خدیجہ علیہا السلام! تم کس سے باتیں کر رہی تھیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ بچہ جو میرے پیٹ میں ہے اکثر مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ میں اسی سے باتیں کر رہی تھی۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ نے فرمایا کہ اے خدیجہ علیہا السلام! تمہارے شکم میں ایک پاک مطہرہ بیٹی ہے کہ جس کی نسل سے خداوند عالم اماموں کو پیدا کرے گا۔ جو میرے بعد تمام دنیا کے یکے بعد دیگرے پیشوا ہوں گے۔ جب ام المومنین حضرت خدیجہ علیہا السلام نے یہ بشارت سنی تو خوش ہوگئیں اور خدا کا شکر بجالائیں"۔

جناب شیخ سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اور جناب مولوی محمد مبین الحنفی فرنگی محلی لکھنوی نے اپنی کتاب وسیلۃ النجات میں یہ بھی لکھا ہے:

"جب حمل کی مدت ختم ہوئی اور وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے تو ام المومنین حضرت خدیجہ علیہا السلام نے زنان قریش میں سے بعض کو بلا بھیجا لیکن انھوں نے اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے ان کی مدد کرنے اور ان کے پاس آنے سے قطعی انکار کر دیا۔ جناب ام المومنین علیہا السلام کچھ فکر مند ہوئیں تھیں کہ ان کے پاس چار بیبیاں آئیں اور سلام کے بعد کہا کہ آپ فکر مند نہ ہوں ہم کو خداوند عالم نے آپ علیہا السلام کی خدمت کے لئے بھیجا ہے اور ہم آپ علیہا السلام کی بہنیں ہیں۔ ان میں سے ایک نے بتایا کہ وہ سارہ زوجہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور دوسری آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہیں اور تیسری مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ روح اللہ کی والدہ ہیں اور یہ چوتھی کلثوم حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بہن ہیں"۔

تمام علوم سے آراستہ نوری صفات صاجزادی کو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی آغوش تربیت میں

بچپن ہی سے اپنے سانچے میں ڈھال دیا۔حق شناسی، صبر وتحمل، ہمت وشجاعت اور ایثار وقربانی کی تمام صفات سے آراستہ کردیا۔اسلام کی تبلیغ واشاعت کے درس میں وہ جذبہ پیدا کردیا کہ کمزور اور کمسن ہوتے ہوئے کفار کو ڈانٹ دیا کرتیں۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کی وفات

شعب ابی طالب علیہ السلام میں قید ہونے کی منظم ابتداء ۶۱۶ء سے ہوئی جب نبوت کے چھٹے سال کے اختتام پر کفار مکہ ذہنی اور جسمانی اذیت دینے پر بھی کوئی کامیابی حاصل نہ کرسکے تو معاشی بدحالی میں گھیر کر اسلام کی توسیع روکنے کیلئے خم ٹھوک کر کھڑے ہوگئے انھیں مسلمانوں کی تعداد بڑھنے میں سمندری طوفان نظر آنے لگا کہ وہ ان کے تراشے ہوئے خداؤں کے ساتھ کہیں ان کے ماننے والوں کو بھی خس وخاشاک کی طرح نہ بہالے جائے اس لئے معیشت کی دیواریں کھڑی کرکے طوفان سے بچانے کے لئے پابندیاں عائد کردیں اور اس کی تفصیل تحریر کرکے وسط کعبہ میں آویزاں کردیا۔

''جب قریش نے یہ بندوبست کیا تو تمام بنی ہاشم اور بنی مطلب حضرت ابوطالب علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے اور آپ علیہ السلام ان لوگوں کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ کے قریب پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چلے آئے جو بعد میں شعب ابی طالب علیہ السلام کے نام سے مشہور ہوئی اور بنوہاشم میں صرف ابولہب قریش کے ساتھ رہ گیا''۔

(ابن ہشام)

''بھوک سے تڑپ تڑپ کر رونے والے بچوں کی آوازیں اور فریادیں قریش کے در وبام سے ٹکراتی تھیں جسے وہ سن کر خوش ہوتے''۔

(زادالمعاد، ابن القیم، ج۱،ص۱۹۹۲اور روضہ الاحباب، ج۱،ص۱۳۷)

''تین برس تک بنوہاشم نے اس حصار میں بسر کی۔ یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلح (درخت کا نام) کے پتے کھا کھا کر بسر کرتے تھے''۔

(سیرہ النبی،۱/۱۷۹)

سیرت ابن ہشام، جلد اول میں ہے کہ ''سیدہ خدیجہ علیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شعب ابو طالب علیہ السلام میں تھیں''۔

ڈاکٹر انصار الدین مدنی کے مطابق: ''اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے سوا کوئی بھی مالی اعتبار سے اتنا خوشحال نہیں تھا کہ وہ کفار مکہ یا باہر سے آئے ہوئے تاجروں کے منہ مانگے دام ادا کر کے کوئی چیز خرید سکے۔ ان وجوہات کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شعب ابی طالب کے محصورین کی بھوک پیاس مٹانے کے لئے ایک طرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے خاندان والوں کی عزت کام آئی تو دوسری طرف چونکہ آپ خاندانی اعتبار سے غیر ہاشمی تھیں اس لئے آپ علیہا السلام نے اپنے غیر ہاشمی ہونے کی حیثیت سے فائدہ اٹھایا اور جہاں تک ممکن تھا، خرید وفروخت کے ذریعے بنی ہاشم اور بنی مطلب کا بھرپو ساتھ دیا''

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا امتحان اس طرح ہے کہ کفار یہ سمجھتے رہے کہ لاکھ وہ زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن ہیں تو انسان اور دولت کے انبار پر بیٹھ کر شعب کی قید کیسے قبول کریں گی اور اس طرح دولت کو ترجیح دیتے ہوئے گھر بیٹھ جائیں گی لیکن اس امتحان میں وہ جذبۂ فداکاری وجاں نثاری کا مجسمہ ثابت ہوئیں اور آپ علیہا السلام کی دولت محصورین کے کام آئی۔ کفالت ومحافظت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ، ۶۱۶ء کے آغاز محصوری سے لے کر ۶۱۹ء تک کے قیام میں، گود میں بقائے اسلام کی ننھی سی شہزادی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو لئے احکام الٰہی پر عمل پیرا ہر فرد کی دیکھ بھال میں مستعد رہیں۔ کچھ عرصہ بعد، اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا کہ قریش کا معاہدہ دیمک چاٹ گئی اور صرف ''باسمك اللهم'' ہی رہ گیا۔ اور یہی اطلاع حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ذریعہ کفار قریش کو پہنچی تو باعث رہائی ثابت ہوئی۔

چودھری اصغر علی کا بیان ہے کہ:

''شعب ابو طالب میں محصور رہنے کے دوران ہی سیدہ خدیجہ علیہا السلام کی صحت تیزی سے گرنے لگی تھی۔ تفکرات کے ہجوم اور ناقص غذا کی وجہ سے آپ وقتاً فوقتاً بیمار رہتی تھیں لیکن وہاں سے واپسی پر تو صحت اور بھی زیادہ بگڑ گئی''۔

(ام المومنین حضرت خدیجہ علیہا السلام الکبری/۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا دسواں سال تھا جب تین سالہ دور نظر بندیٔ شعب ابی طالب علیہ السلام ختم ہوا

لیکن ابھی آزاد فضا کا زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مضبوط اور آہنی سہارے موت کا جام پی کر اپنی نئی زندگی کے سفر پر دنیا چھوڑ گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غم انگیز واقعہ پر اس سال کو ''عام الحزن یعنی غم کا سال'' کا نام دیا۔ بی بی خدیجہ علیہا السلام کو جنت المعلی کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ابن عبداللہ کے حوالے سے حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

''یہ واقعہ بعثت کے دسویں سال وقوع پذیر ہوا اور اس کے چھ ماہ بعد ابو طالب علیہ السلام نے وفات پائی اس کے تین دن بعد ام المومنین حضرت خدیجہ علیہا السلام بھی انتقال فرما گئیں۔ عہد نامہ کے ختم ہونے کے فوراً بعد ابو طالب علیہ السلام کی وفات اور ام المومنین حضرت خدیجہ علیہا السلام کی رحلت کے صدمات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہنے پڑے اور قوم کے پست اور ذلیل طبقہ کے لوگوں سے سخت ترین ایذائیں پہنچنے لگیں''۔

(ترجمہ زاد المعاد فی حدی خیر العباد، احمد جعفری، ج ۲ ص ۶۸۹)

اعلام الوریٰ طبری کے مطابق حضرت خدیجہ علیہا السلام کا انتقال حضرت ابو طالب علیہ السلام کی وفات کے تین دن بعد ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق ڈیڑھ دو ماہ بعد ہوا، ایک اور روایت ہے کہ تین ماہ بعد ہوا۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ:

''جناب ابو طالب علیہ السلام کی وفات ۱۵ شوال کو ہوئی اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کا انتقال اس کے ایک مہینے پانچ دن بعد، بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسویں سال ۱۰ رمضان المبارک مطابق ۶۱۹ء کو ۶۵ سال کی عمر میں ہوا''۔

(طبقات ابن سعد)

کتاب ''الخصائص الفاطمیہ'' میں یہ مشہور روایت درج ہے کہ:

''جس وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی رحلت ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت کے فرشتے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے لئے ایک مخصوص کفن لے کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ایک طرف تو حضرت خدیجہ علیہا السلام کے لئے باعث رحمت و برکت تھا تو دوسری طرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے لئے بھی باعث تسلی و تشفی تھا کہ یہ عمل حضرت خدیجہ علیہا السلام کے اعلیٰ درجات کا ثبوت تھا''۔

دوسری روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کفن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر لا کر پیش کی

تو جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر واپس لے لیں۔ خالق کائنات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کچھ خدیجہ علیہا السلام کے پاس تھا اس نے میری راہ پر قربان کر دیا۔ اب اس کا کفن ہمارے ذمہ ہے ہم اسے اپنے کرم کے لباس میں پوشیدہ فرمائیں گے اور اس کو جنت الفردوس کا کفن عطا کیا جائے گا''۔

(روضۃ الشہداء/ ۴۸)

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے حوالے سے چند روایات

۱) روایات میں اسماء بنت یزید بن سکن (جن کی کنیت ام سلمہ ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں) سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی شادی کے بارے میں وصیت کی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام بابا کے سامنے رو رہی تھیں کہ میری ماں کہاں ہیں تو اس دوران جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

''آپ کا پروردگار آپ کو حکم دے رہا ہے کہ فاطمہ علیہا السلام کو سلام پہنچا دیں اور ان سے کہیں کہ آپ علیہا السلام کی والدہ بہشت میں ہیں اور ایسے گھر میں ہیں جو بلورین سے بنایا گیا ہے۔ اس کے ستون یاقوت سرخ کے ہیں۔ اس کے پائے سونے کے ہیں اور یہ گھر آسیہ علیہا السلام اور مریم علیہا السلام کے گھروں کے درمیان واقع ہے''۔

(سیدہ عرب، محمد محمدی اشتہاردی)

۲) ''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم جب معراج سے پلٹنے لگے تو جبرئیل علیہ السلام امین سے کہا کوئی حاجت رکھتے ہوئے تو کہو، تو جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا:

''حَاجَتِی اَنْ تَقْرَأَ عَلٰی خَدِیْجَةَ مِنَ اللهِ وَ مِنِّی السَّلَامَ''

''میری حاجت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ علیہا السلام کو خدا اور میری طرف سے سلام

پہنچائیے۔"

اور جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے خدا و جبرئیل کا سلام حضرت خدیجہ علیہا السلام کو پہنچایا تو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے جواب سلام میں فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ وَ مِنۡہُ السَّلَامُ وَ اِلَیۡہِ السَّلَامُ وَعَلٰی جَبۡرَئِیۡلَ السَّلَامُ"

(بحارالانوار ۱۶/ ۷)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ علیہا السلام کس پایہ کی خاتون تھیں۔ آپ علیہا السلام کا مرتبہ جناب ہاجرہ، جناب سارہ اور جناب آسیہ سے بھی سوا ہے کیونکہ آپ علیہا السلام نہ صرف محبوب خدا کی شریک حیات ہیں بلکہ آپ علیہا السلام کو سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی مادر گرامی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

آپ کے روشن ترین خصائص یہ ہیں:

۱) جہاں عموماً بچیاں نو دس سال بلکہ اس سے بھی کم عمروں میں، جبکہ انہیں ماں باپ کی شفقتوں کے سایہ میں رہنے کی ضرورت ہوتی ہے، مردوں کی زوجیت میں دے دی جاتی تھیں، وہاں آپ اٹھائیس برس تک اپنا دامنِ عصمت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ رحمت کے انتظار میں محفوظ و مصنون رکھ سکیں۔

۲) جاہلیت کے اُس معاشرہ میں جہاں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا نہ صرف یہ کہ آپ علیہا السلام کو دست قدرت نے ہر قسم کے دستِ تعدی سے مامون و مصون رکھا بلکہ آپ علیہا السلام کو اپنے خاندان کے تابناک ترین کردار ہونے کا وہ امتیاز بخشا کہ جس کی تاریخ عام وخاص گواہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ ازدواج قائم ہونے سے پہلے بھی آپ علیہا السلام اسی طرح لقبِ طاہرہ سے ملقب تھیں جیسے خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے ہی صادق اور امین کے القاب سے ملقب تھے۔

۳) اس زمانے کی خانہ بدوشی کی زندگی میں جہاں غارت گریوں پر معیشتوں کا انحصار ہوا کرتا تھا وہاں آپ علیہا السلام نے ایک عورت ہوتے ہوئے کامیاب تجارت کا سلسلہ قائم کیا اور اس پائیدار ترین اور پُر برکت ترین معاشی وسیلے سے ایسی دولت اور حشمت بہم پہنچائی کہ ملیکۃ العرب جیسے پُر وقار خطاب کی مالک قرار پائیں۔

۴) رشتہ زوجیت کے انتخاب میں آپ علیہا السلام نے جس حسن انتخاب کا ثبوت دیا وہ تو آپ علیہا السلام کے تمام

دیگر خصائص پر فوقیت رکھتا ہے کہ آپ علیہا السلام کی نظرِ انتخاب اُس آفتابِ کمال پر پڑی جسے مشیتِ حق نے بھی اپنے منصوبہ ہدایت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

۵) رشتہ زوجیت کے انتخاب کے بعد اس عظیم رشتہ کی تمام تر حُرمتوں کو جس طرح ملحوظ رکھا اور جس بلندی کردار، ثبات قدم، فرطِ ایثار اور وفائے عہد کے ساتھ اس کی پاسداری فرمائی وہ بھی آپ علیہا السلام کے تابناک ترین خصائص میں ناقابلِ فراموش ہے۔

۶) رشتہ زوجیت کے عمومی تقاضوں کے علاوہ، خاص طور پر تصدیق نبوت اور اس عظیم حقیقت کی تصدیق کے ساتھ ادائے رسالت میں شریک ہونا آپ علیہا السلام کے خصائص میں نورٌعلیٰ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے ان تمام صداقت اساس خصائص کی حیات افروز تابکاری کو تا ابد لازوال پائیداری عطا کرنے کے لیے فیاض ازل نے یہ ایک اور سب سے بڑھ کر خصوصیت عطا فرمادی کہ شرفِ نسل آدم یعنی نسل مبارک خاتم بھی صرف اور صرف آپ علیہا السلام ہی کے وجودِ ذی جود سے مخصوص ہوئی۔ اور آپ مادرِ چشمہ کوثر قرار پائیں۔

(ماخوذ از کتاب حضرت خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام مولف پروفیسر منظر کاظمی مع تنظیم، ترمیم و ترتیب جدید)

al-furat | Travel & Tours

چلے آؤ اے زواروں چلے آؤ

ARAFA IN KARBALA

Iraq	Iraq Iran
12 Days	21 Days
$ 1,400/-	$ 1,650/-

Dep: 6th Oct 2013

With

MAULANA HASHIM JAFFRY (MUSCAT)

AASHOOR IN KARBALA

Iraq	Iraq Iran
13 Days	22 Days
$ 1,250/-	$ 1,500/-

Dep: 4th Nov 2013

With

MAULANA NADIR SADQI

CHEHLUM IN KARBALA

Iraq

15 Days

$ 1,950/-

Dep: 15th Dec 2013

With

MAULANA MUHAMMAD RAZA DAWOODANI

REGRISTRATION OPEN Limited Seats Available, First Come and First Serve

Suite#3, Hanif Mansion, Behind Bohri Masjid Soldier Bazar#. 3, Karachi.
Office: (+92) 32242246-7-8, Cell: (+92) 321-2309868-78
Email: info@alfurat.net, Web: www.alfurat.net

Zamin Pirani
0332-4PCPC11
0321-3641896

Pirani Event Managers & Picnic Planners

We Make Your Event Memorable One
We Provide Complete Setup For Wedding,
Dinner, Lunch Parties, Picnic, Birthday &Etc.

E-mail: piranicatering@hotmail.com

Shop # 3, Zainabia House, Soldier Bazar # 2, Karachi.
Ph: 021-35439380

قواعدوضوابط

۱۔ اس کتابچہ میں موجود سوالنامہ کے جوابات اسی کتابچہ سے وصول کیے جائیں گے۔شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۲۔ سوالنامہ کے جوابات ۱۵ سے ۳۵ سال تک کے افراد سے قبول کیے جائیں گے۔

۳۔ صحیح جواب کے نشان ایک سے زائد ہونے کی صورت میں جواب نامہ منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴۔ انعامات کی تفصیل:

پہلا انعام: Android Tablet

دس انعامات: Rs 750/- (ساڑھے سات سو روپے تک کے)

ایک سے زائد افراد کے صحیح جوابات ہونے کی صورت میں تمام انعامات قرعہ اندازی کے ذریعے دئے جائیں گے اور تمام صحیح جواب دینے والوں کو عمومی انعامات دئے جائیں گے۔

۵۔ مقابلہ میں شامل ہونے کی فیس مبلغ پچاس روپے ہے جو مقالہ حاصل کرتے وقت ادا کرنا ہوگی۔

۶۔ جواب نامہ جمع کروانے کی آخری تاریخ ۶ اگست ۲۰۱۳ ہے

۷۔ جواب نامہ صبح ۹ بجے سے دوپہر ۱ بجے اور رات ۹ بجے سے ۱۱ بجے کے درمیان GIYF کے آفس میں جمع کروایا جا سکتا ہے۔

۸۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۱۸، اگست بروز اتوار شام ۵ بجے GIYF میں منعقد کیا جائے گا۔

۹۔ ۲۶ اگست تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۰۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے ''ب'' فارم یا شناختی کارڈ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

سوالات (حصہ الف)

1) تاریخ کے مطابق حضرت ابو طالب علیہ السلام پر کافر ہونے کی تہمت کیوں لگائی گئی؟

الف) ان سے دشمنی کی بناء پر ب) حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی کی بناء پر

ج) خدا سے دشمنی کی بناء پر د) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی بناء پر

2) بحیرا والا واقعہ کس شہر میں پیش آیا؟

الف) شام میں ب) کوفہ میں

ج) بصریٰ میں د) فلسطین میں

3) بحیرا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کا آغاز کس کی قسم سے کیا؟

الف) لات وعزیٰ کی ب) خدا کی

ج) قریش کی د) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم

4) وہ عدل کی ایسی میزان ہے کہ جو کسی پر جَو کے ایک دانے کے برابر بھی زیادتی نہیں کرتا۔

یہ الفاظ کس نے کس کے بارے میں کہے؟

الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں۔

ب) حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔

ج) قریش نے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں۔

د) قریش نے حضرت عبد المطلب علیہ السلام کے بارے میں۔

5) حضرت ابو طالب علیہ السلام نے قصیدہ لامیہ کب کہا؟

الف) حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی حیات میں۔

ب) حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی وفات کے بعد۔

ج) حضرت عبداللہ علیہ السلام کی حیات میں۔
د) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے۔

6) بلا شبہ میری نسل سے ایک پیغمبر ہوگا۔ یہ جملہ کس نے کہا؟
الف) حضرت ابو طالب علیہ السلام ب) حضرت عبداللہ علیہ السلام
ج) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

7) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبری میں قتل کر دینے کا منصوبہ کس کی سوچ تھی؟
الف) قبیلۂ قریش ب) ابو جہل
ج) بحیرا د) ابولہب

8) تم نے ہمیں اتنی سی بات کے لئے جمع کیا ہے۔ یہ جملہ کس نے کہا؟
الف) قبیلۂ قریش ب) ابولہب
ج) ابو جہل د) حضرت ابو طالب علیہ السلام

9) کوئی سالار ورہنما اپنی قوم سے غلط بات نہیں کہتا۔ یہ جملہ کس نے کہا؟
الف) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ب) بحیرا
ج) حضرت ابو طالب علیہ السلام د) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام

10) جملہ مکمل کریں۔ ''یہاں جو بھی عمل کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا''۔
الف) اس کے بدلے میں جنت اور جہنم ہوگی۔
ب) اس کے بدلے میں جنت بھی ہمیشہ اور جہنم بھی ہمیشہ کے لئے ہوگی۔
ج) دونوں غلط ہیں۔
د) دونوں صحیح ہیں۔

11) وہ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ بھلائی اور نیکی میں کبھی کوتاہی نہیں کرے گا۔ یہ جملہ کس نے کہا؟

الف) حضرت علی علیہ السلام
ب) حضرت ابوطالب علیہ السلام
ج) قبیلۂ قریش
د) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

12) یہ آزمائشیں ....اور............کی خاطر جھیلنا ہیں۔

الف) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ب) عبداللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ج) ابوطالب علیہ السلام اور علی علیہ السلام
د) حضرت ابوطالب علیہ السلام اور حضرت عبالمطلب علیہ السلام

13) قبائل قریش نے عہدنامہ کس کے خلاف تیار کیا؟

الف) بنی ہاشم
ب) بنی مطلب
ج) دونوں صحیح ہیں۔
د) دونوں غلط ہیں۔

14) قبائل قریش کی طرف سے عہدنامہ کس نے لکھا؟

الف) منصور بن عکرمہ
ب) ابولہب
ج) خیف بن کنانہ
د) ابوجہل

15) ٹوٹتے ستاروں کی قسم! تم نے ہرگز مجھ سے جھوٹ نہیں کہا۔ یہ جملہ کس نے کس کے بارے میں کہا؟

الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں۔
ب) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں۔
ج) حضرت ابوطالب علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔
د) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔

16) جب قریش نے عہد نامہ کھولا اور وحی الٰہی کے مطابق پایا تو کیا کہا؟

الف) یہ ہمارے غصہ اور دشمنی کا سبب ہے۔

ب) یہ کام تمہارے بھتیجے کے جادو کا نتیجہ ہے۔

ج) دونوں صحیح ہیں۔

د) دونوں غلط ہیں۔

17) صلۂ رحم طول عمر کا سبب ہے۔ یہ جملہ کس نے ارشاد فرمایا؟

الف) حضرت ابو طالب علیہ السلام نے۔ ب) حضرت عبد المطلب علیہ السلام نے

ج) حضرت عبد اللہ علیہ السلام نے۔ د) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

18) حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کعبہ کے احترام کی وصیت فرمائی، اس میں کس راز کے پوشیدہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

الف) خدا کی خوشنودی۔ ب) اقتصادی و معاشی استحکام اور مصیبت میں ثابت قدمی۔

ج) دونوں صحیح ہیں۔ د) دونوں غلط ہیں۔

19) عوام الناس میں بزرگواری حاصل ہونے کا موجب کس عمل کو کہا گیا؟

الف) ہمیشہ سچ بولنا اور امانت میں خیانت نہ کرنا۔

ب) دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنا اور سائل جو چیز مانگے اسے دے دینا۔

ج) دونوں صحیح ہیں۔

د) دونوں غلط ہیں۔

20) حضرت عیسیٰ کے آخری وصی کا نام کیا ہے؟

الف) یوشع بن نون ب) حضرت عبد المطلب علیہ السلام

ج) حضرت ابو طالب علیہ السلام د) جناب شمعون

سوالات (حصہ ب)

1) صحیح قول کے مطابق حضرت خدیجہ علیہا السلام کی ولادت کون سے سال میں ہوئی ؟

الف) 15 سال قبل از عام الفیل   ب) تقریباً 566 عیسوی

ج) 555 عیسوی   د) الف ، ب ، ج تینوں صحیح

2) حضرت خدیجہ علیہا السلام کے حوالے سے غلط مشہور یہ ہے کہ:

الف) آپ علیہا السلام نے چالیس سال کی عمر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی

ب) آپ علیہا السلام کی ولادت ۱۵ سال قبل از عام الفیل ہوئی

ج) آپ علیہا السلام کی کنیت ام ہند تھی   د) الف ، ب ، ج تینوں صحیح

3) حضرت خدیجہ علیہا السلام کا نسب.......... پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے ملتا ہے۔

الف) چوتھی پشت میں   ب) آٹھویں پشت میں

ج) والد سے چوتھی اور والدہ سے آٹھویں پشت میں

د) والد سے تیسری اور والدہ سے ساتویں پشت میں

4) جناب خدیجہ علیہا السلام کا ورقہ بن نوفل سے کیا تعلق بیان کیا گیا ہے۔

الف) تاریخ میں حضرت خدیجہ علیہا السلام کے چچا بھی کہا گیا

ب) حضرت خدیجہ علیہا السلام کے چچا زاد تھے   ج) حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سر پرست تھے

د) الف ، ب ، ج تینوں صحیح

5) صحیح قول کے مطابق زینب ، رقیہ اور کلثوم..........

الف) حضرت خدیجہ علیہا السلام بیٹیاں تھی   ب) جناب ہالہ کی بیٹیاں تھی

ج) عرفِ عرب میں حضرت خدیجہ علیہا السلام اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں کہلاتی تھی

د) تینوں غلط

6) حضرت خدیجہ علیہا السلام کا کل مال.............

الف) 80ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا ب) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راہ اسلام پر قربان ہوگیا

ج) مکہ کے تمام تاجروں کے مال کے برابر تھا د) الف، ب، ج تینوں صحیح

7) حضرت خدیجہ علیہا السلام کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی بشارت

الف) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ب) ورقہ بن نوفل نے دی

ج) آسمانی کتابوں سے ملی د) الف، ب، ج تینوں صحیح

8) حضرت خدیجہ علیہا السلام نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شریک بنایا کیونکہ

الف) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامیاب تاجر تھے ب) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ کرنا چاہتی تھی

ج) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ منافع کی امید تھی د) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت مند تھے

9) صحیح جواب کا انتخاب کریں:

الف) حضرت خدیجہ علیہا السلام کی طرف سے نکاح جناب ابوطالب علیہ السلام نے پڑھا

ب) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ علیہا السلام کو شادی کی پیشکش کی

ج) شادی کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کچھ عرصہ جناب ابوطالب علیہ السلام کے گھر میں رہے۔

د) الف، ب، ج تینوں صحیح

10) صحیح قول کے مطابق شادی کے وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام کی عمر مبارک.............

الف) 45سال تھی ب) 25سال تھی

ج) کا تعین 40 (چالیس) سال کرنا غلط ہے

د) الف، ب، ج تینوں صحیح

11) حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مقام، مرتبہ کے لحاظ سے:

الف) حضرت حاجرہ علیہا السلام سے بڑھ کر ہے ب) حضرت آسیہ علیہا السلام سے بڑھ کر ہے

ج) حضرت سارہ علیہا السلام سے بڑھ کر ہے د) الف، ب، ج تینوں صحیح

12۔ حضور ﷺ جب غار حرا جاتے تھے تو آپ ﷺ کھانے پینے کا سامان

الف) اکثر خود لے جاتے تھے ب) اکثر حضرت علی علیہ السلام لاتے تھے

ج) زیادہ تر بی بی خدیجہ علیہا السلام لاتی تھیں د) الف، ب، ج تینوں صحیح

13) رسول ﷺ کو اپنے منصب رسالت کا یقین

الف) ورقہ بن نوفل کی یقین دہانی پر آیا ب) حضرت خدیجہ علیہا السلام کے اطمینان دلانے پر آیا

ج) جناب جبرئیل علیہ السلام کے اصرار اور گرفت میں لے کر دبانے پر آیا

د) الف، ب، ج تینوں غلط

14) جب رسول ﷺ پر وانذر عشیر تك الاقربین کی آیت نازل ہوئی تو:

الف) اس وقت حضرت خدیجہ علیہا السلام آپ پر سب سے پہلے ایمان لائیں

ب) اس وقت پیغمبر ﷺ نے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سامنے اپنی نبوت کا اظہار کیا

ج) حضور ﷺ کو اظہارِ امر (نبوت) کا حکم ہوا

د) ا، ب، ج تینوں صحیح

15) غلط جملے کی نشاندہی کریں (تاریخی اعتبار سے)

الف) حضرت خدیجہ علیہا السلام کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے

ب) حضرت خدیجہ علیہا السلام کی شادی کے وقت عمر مبارک میں اختلاف ہے

ج) حضرت قاسم اور عبداللہ کے کمسنی میں فوت ہونے پر اختلاف ہے

د) حضرت فاطمہ علیہا السلام کے حضرت خدیجہ علیہا السلام کی اکلوتی بیٹی ہونے پر اختلاف ہے

16) غلط جملے کی نشاندہی کریں

الف) حضرت خدیجہ علیہا السلام مکہ کی ملکہ کے نام سے مشہور تھیں

ب) حضرت خدیجہ علیہا السلام سے مکہ کے بہت سے سردار شادی کے خواہشمند تھے

ج) حضرت خدیجہ علیہا السلام اسلام کا کا اظہار کرنے والی پہلی خاتون تھیں

د) حضرت خدیجہ علیہا السلام مسلمانوں میں نماز پڑھنے والی پہلی خاتون تھی

17) صحیح جملے کی نشاندہی کریں

الف) رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صرف ایک بیٹی تھی اور کوئی اولاد نہ تھی

ب) رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے وقت بیٹیوں میں صرف بی بی فاطمہ علیہا السلام ان کے پاس موجود تھیں

ج) حضرت فاطمہ علیہا السلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مال کی اکیلی وارث تھیں

د) الف، ب، ج تینوں غلط

18) حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ولادت کے وقت:

الف) سورہ کوثر کا نزول ہوا

ب) زنانِ قریش نے بی بی خدیجہ علیہا السلام کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا

ج) اللہ کی طرف سے چار خواتین کو بھیجا گیا د) ب اور ج دونوں صحیح

19) صحیح جملے کی نشاندہی کرے:

الف) شعب ابی طالب علیہ السلام میں قید کی سختیوں کی وجہ سے وہاں گزارے گئے سالوں کو عام الحزن کا نام دیا گیا

ب) شعب ابی طالب علیہ السلام میں تمام بنی ہاشم کو محصور کر دیا گیا تھا

ج) شعب ابی طالب علیہ السلام میں بنی ہاشم درخت کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے

د) الف، ب، ج تینوں صحیح

20) شعب ابی طالب علیہ السلام میں:

الف) حضرت خدیجہ علیہا السلام کا انتقال ہوا ب) حضرت ابو طالب علیہ السلام کا انتقال ہوا

ج) رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگا دی گئیں

د) الف، ب، ج تینوں صحیح

رجسٹریشن فارم

نام: .... ولدیت: ....

عمر و تاریخ پیدائش: .... تعلیمی قابلیت: ....

پتہ: ....

....

موبائل نمبر: .... دستخط:

....

﴿حصہ الف﴾ نام: ....

حضرت ابو طالب علیہ السلام رجسٹریشن نمبر: ....

	الف	ب	ج	د		الف	ب	ج	د
۱					۱۱				
۲					۱۲				
۳					۱۳				
۴					۱۴				
۵					۱۵				
۶					۱۶				
۷					۱۷				
۸					۱۸				
۹					۱۹				
۱۰					۲۰				

دفتری استعمال کے لئے:

نام:.................................... ولدیت:....................................

رجسٹریشن نمبر:.............................. وصول کنندہ:....................................

حاصل کردہ نمبر

حصہ الف :.............................. چیکر:....................................

حصہ ب :.............................. چیکر:....................................

﴿حصہ ب﴾

نام:....................................

حضرت خدیجہ علیہاالسلام

رجسٹریشن نمبر:....................................

	الف	ب	ج	د		الف	ب	ج	د
۱					۱۱				
۲					۱۲				
۳					۱۳				
۴					۱۴				
۵					۱۵				
۶					۱۶				
۷					۱۷				
۸					۱۸				
۹					۱۹				
۱۰					۲۰				

Mehboob Food Centre

G-1, Mannan Manzil, Opp. Shell Petrol Pump Soldier Bazar No.2, Karachi
sales.mfc@gmail.com ; feedback.mfc@gmail.com

IFTAR SPECIAL

بیف پلاؤ، چکن پلاؤ اور چکن بریانی روزانہ دستیاب ہیں

MFC FOOD OF THE DAY FOR IFTAR

اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر
چکن کڑھائی/ بیف بریانی	دال چاول	حلیم	چکن قورمہ	دال چاول	چکن وائٹ روسٹ	آلو قیمہ

افطار کیلئے کھانے آرڈر پر بھی تیار کیے جاتے ہیں

Order Now:
021-32239834, 021-32250409, 0300-9217766, 0333-3897493, 0302-2839196

Saleem Raza Virani
Cell: 0300-2816530

SALEEM
CATTLE FARM

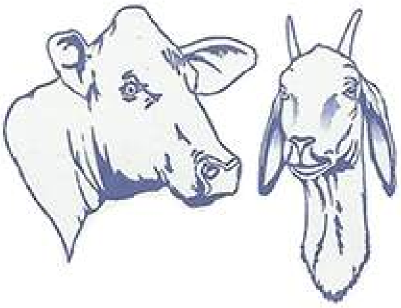

S C F

اس پیشے میں بارہ سال کا تجربہ اور مہارت حاصل ہے

سالانہ خدمات: سلیم کیٹل فارم عقیقہ، صدقہ، کفّارہ، سیّد محمّد کی نذر و نیاز اور تقریبات کیلئے اعلیٰ نسل کے دیسی بکرے مناسب قیمت پر شریعت کے عین مطابق ذبح کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور ہم آپ کی خواہش کے مطابق گوشت غرباء، مساکین اور مدارس میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

TrafficBuilder.biz
IT Solution Provider

RAMADAN MUBARAK

May the holy month of the revelation of Quraan..
Usher upon you peace, happiness and prosperity.

Combo Offer

- Website desgining,
- Development,
- SEO(Search Engine Optimization)
- SMM (Social Media marketing)

$300

MUHAMMAD HASNAIN WASAYA
Telephone: +92 301-2826-283
Email : info@trafficbuilder.biz
Skype : itsolutionpk